

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
 ۲۸۶
 يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يَحَقِّقَ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ

کلماتِ کمال

مصنّفہ

حضرت شاہ سید کمال الدین المعروف شاہ کمال قدر اللہ سرہ

مترجمہ

حضرت الحاج مولانا صحو شاہ علیہ الرحمۃ

اشاعتِ اول

ترتیب و تبویب

مولانا غوثی شاہ

۵ جنوری ۱۹۹۱ء

خلفہ جانشین حضرت مولانا صحو شاہ

قیمت پچیس روپے

تعارفِ کتاب

کلماتِ کمالیہ کے نام سے یہ کتاب فارسی زبان میں بہت سے ادق مسائل پر حاوی نہایت ہی جامع و مبسوط اور شاہکار تصنیف ہے۔ پیر و مرشد حضرت صحوٰ شاہ علیہ الرحمہ نے اپنے ایک ”رسالہ“ ”رسالہ النور“ ۱۵۹۷ھ میں قسط واری اردو ترجمہ پیش کیا تھا۔ اس کتاب کے ترجمہ میں حضرت قبلہؒ کے ساتھ حضرت کے پیر بھائی مولانا سید قاسم شاہؒ بھاری کا تعاون حاصل رہا۔ اور اس کتاب کی اشاعت کا حق حضرت قبلہ پیر صحوٰ شاہ علیہ الرحمہ نے ”خرمن کمال“ کی اشاعت کے موقع پر بنیرہ گان حضرت شاہؒ سے جو کہ میسور (کوٹناٹک) کے رہنے والے ہیں حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے ایک تصویر بھی حضرت قبلہؒ کو غنایت کی تھی جو کہ ”خرمن کمال“ کے صفحہ (۲۱۱) درج ہے۔ اہم اقتباس پیش ہے۔



مولانا صحوٰ شاہ صاحب ابن حضرت میر غوثی شاہؒ کا وجود مرہنہ میں دکن کے لئے یاغثہ فیضان ہے۔ موصوف نے مخزن العرفان

کا اہم انتخاب موسومہ ”خزینہ کمال“ شائع کر کے گویا دریائے
 عرفان کو کڑھ میں سمودیا ہے اُن کی یہ خدمت نہ صرف وابستگان
 سلسلہ کمالیہ بلکہ شائقین تصوف کے لئے ایک نعمت بے بہا ہے
 جو بزرگانِ سلف اور بالخصوص حضرت شاہ کمالؒ کی روح پر فتوح
 کی خوشنودی کا باعث ہے۔ ہم خود بھی اس تعلق سے بہت
 مسرور ہیں۔ فقط

بزرگانِ حضرت شاہ کمالؒ آستانہ حضرت مقبلؒ کے
 صاحبزادہ حضرت اجملؒ مظلہؒ اور ان کے برادرزادہ حقیقی و خلیفہ
 مجاز حضرت واصلؒ دام اقبالہم کی طرف سے ہے۔

الحاصل

اس کتاب کی جلوہ ریزی کے انتظار میں کئی اہلِ دل روشن
 ضمیر چشمِ براہ تھے بالآخر وہ حضرت مولانا غوثی شاہ کی نگرانی
 میں منصہ شہود پر جلوہ فگن ہو گئی۔ یقیناً طالبانِ توحید و دل
 دادگانِ تصوف کے لئے یہ ایک نعمتِ عمرِ مترقبہ ہے۔ خدا
 کرے کہ مولانا موصوف مظلہؒ کی نگرانی میں ایسی ہزار کتابیں
 جلوہ ریز ہوتی رہیں۔

واضح باد کہ کلماتِ کمالیہ کے جو تین حصے کئے گئے

(تذکرہ حضرت مصنف)

کمالِ کلماتِ کمالیہ

حضرت شاہ سید کمال الدین بادشاہ بخاری (ثانی) جنوبی ہند کے مایہ ناز مشائخین سے تھے۔ جن کا سلسلہ نسب پندرہ واسطوں سے حضرت جلال الدین بیکر سرخ بخاری کے پوتے حضرت مخدوم جہانیاں گشت سے جا ملتا ہے۔ یہ بخاری قائدانہ عظمیٰ اور چھوٹا ہوا گلبرگہ پہونچا۔ جہاں حضرت مخدوم کے دادا سید کمال الدین بخاری (اول) کے پر دادا حضرت جلال الدین بخاری سے جو گلبرگہ تشریف لائے تھے حضرت خواجہ بندہ نواز کے بڑے صاحبزادہ محمد اکبر کے چھوٹے پوتے شاہ حسن کی صاحبزادی خورہ بی بی سے عقد نکاح ہوا۔ اور ان کے صاحبزادہ حضرت کمال الدین بخاری (اول) نے گلبرگہ سے بیجاپور کو تول اور کٹر یہ ہوتے ہوئے لاکھنؤ میں سکونت اختیار فرمائی۔

حضرت سید نور الدین بادشاہ بخاری منجھلے اور حضرت سید محمد حسینی شاہ بیکر بخاری (اول) بڑے مہاشائی تھے۔ جو آپ کے شیخ طریقت بھی ہیں جو کو اپنے والد حضرت سید جمال الدین بخاری (اول) سے اور ان کو اپنے والد حضرت سید کمال الدین (اول) بیعت و خلافت تھی۔ آپ کو علوم

طاہری اور باطنی کی تکمیل کے ساتھ مختلف زبان و ادب میں بھی جہارت
تھی۔ شاعری سے فطری ذوق تھا۔ کمال اور کمالات تخلص فرماتے تھے
گویا فیضانِ رحمان نے اپنا شاگرد بنالیا تھا۔ تب ہی تو مضامین کا
سلسلہ لاقبلا ہی تھا کہ آپ کے قلم فیضِ رحم سے نغمہ و نور کے منظوم
و مترنم دریا کے روپ میں موجزن تھا۔ آپ نے شعر کے پردے میں
بہت سے رموز و خواص کو کھلے دل سے کھلے لفظوں میں قلم بند
فرمایا۔ آپ اردو کے قدیم و کھنی شاعر و دل میں خصوصی اختیار اور
ناریجی شخصیت کے حامل ہیں۔ مشہور شعرا میں سراجِ دکھنی اور
عبدالولی عزت آپ کے معاصرین سے تھے۔ ہم عصر مشائخین میں
حضرت خواجہ رحمت اللہ نائبِ رسول اللہ اور قطب دیور حضرت
شاہ عبداللطیف (ثانی) قادری جیسے افراد کو آپ سے بے حد ملوث
اور عقیدت مندانہ لگاؤ تھا۔

والی میسور نواب حیدر علی مرحوم، شیو سلطان شہید اور اکثر
امرئے سلطنت و اعیان شہر آپ کے معتقدین و مریدین سے تھے
نواب معین الدین خاں جو شیو کی بساطِ سیاست کا اہم چہرہ تھا۔
اصل میں یہ بھی خفیہ سازشی گروہ کا رکن ہی تھا۔ تاریخ میں اسے
غدار بتایا گیا ہے۔ یہ بھی اپنی خوش قسمتی سے حضرت کا نقش بردار
تھا۔ جس کی جو فروش گندم نما وفاداری کا علم جب حضرت کو سلطان
شیو کے مقبول ہونے کے بعد ہوا تو آپ نے نہ صرف اس پر خفگی کا اظہار

فرمایا بلکہ آخر وقت تک اس کا منہ بھی نہیں دیکھا۔ آپ کے خلفاء
 میں حضرت سید علاء الدینؒ اور زبان کی قدیم (مشہور منظوم کتاب
 ”مصابیح الحیات“ کے مصنف حضرت میر حیاتؒ اور آپ کے
 صاحبزادہ سید یوسف علی شاہ اکملؒ کے نام مشہور ہیں اولی الذکر
 سے ان کے فرزند حضرت سید برہان الدین شاہ حقانیؒ جو حضرت
 شاہ کمالؒ کے داماد بھی تھے۔ ان سے حضرت سید سلطان محمود اللہ شاہؒ
 کو اور ان سے حضرت کمال اللہ شاہ المعروف چھلی والے شاہؒ تک
 سینیہ یہ سینیہ انتقال فیضان ہوتا رہا۔ پھر ان کے جانشین کی حیثیت
 سے حضرت میر غوثی شاہؒ کے ذریعہ سارے ہندوستان کے علاوہ
 بیرونی ممالک میں توحید حقیقی اور تصوف قرآنی کا شہرہ عام ہوا۔
 تصانیف میں حضرت کی بہت سی فارسی اور اردو کتابیں
 یادگار ہیں جو نظم و نثر میں ترجمہ تالیف اور مختلف فنون پر مشتمل
 ہیں ان میں سے اکثر چھپ بھی چکی ہیں۔ تصوف میں پیش نظر کتاب
 کلماتِ مکالمیہ غیر مطبوعہ فارسی زبان میں بہت سے ادق مسائل
 پر حاوی نہایت ہی جامع و مبسوط اور شامکار تصنیف ہے۔

دیوانِ کمال فارسی غیر مطبوعہ کلام ہے۔ ”محزون العرفان“
 کے آخری صفحات میں فارسی کے چند متفرق ابیات صنفِ شاعری
 کے نمونہ کے طور پر درج ہیں۔ اور ساتھ ہی آئین فارسی غزلیں بھی
 چھپی ہیں۔ جن میں ایک حضرت امیر خسروؒ کی مشہور غزل کے متبع
 میں ہے۔ اور وہی یہاں بطور نمونہ کلام درج ہے۔ بہت ہی مرصعہ
 سبب زلفت بودا در چہ اندر از درِ موسیٰ
 لبِ لعل ترا معجزہ معجزہ معجزہ عیسیٰ

رخت از رحمت است آیت چہ آیت آیت مصحف
 چہ مصحف مصحف صنعت چہ صنعت چہ صنعت مولیٰ
 زہ چشم و فیم غمزہ چہ غمزہ غمزہ فتنہ
 چہ فتنہ فتنہ مردم چہ مردم مردم دانا

خرا ماں قد تو دودھ چہ دودھ دودھ طویلی
 چہ طویلی طویلی حجت چہ حجت حجت الماویٰ
 توئی ساتی بدہ ساغ چہ ساغ ساغ قرقف
 چہ قرقف قرقف متی چہ متی متی البقا

توئی حق را اتم منظر چہ منظر منظر رحمت
 چہ رحمت رحمت مستی چہ مستی مستی اشیاء

نبی بودی نہ بود آدم چہ آدم آدم خاکی
 چہ خاکی خاکی عالم چہ عالم عالم اسما

تو ہستی از ہمہ اول چہ اول اول آخر
چہ آخر آخر باطن چہ باطن باطن پیدا

زہ قرآن ترا حجت چہ حجت حجت دعویٰ
چہ دعویٰ دعویٰ قضیہ چہ قضیہ قضیہ امریٰ

دُرودش بر تو باد افضل چہ افضل افضل کمال
چہ کمال کمال اعظم چہ اعظم اعظم علیٰ

کمالی طالب مطلب چہ مطلب مطلب رویت
چہ رویت رویت طلعت چہ طلعت طلعت زیبا

معارف اور حقائق کے مضامین میں بطرز سوال و جواب
”حسن السؤال حسن الجواب“ لایق استفاضہ کتاب ہے۔ اردو زبان
میں منظوم ہے جس کی اشاعت بھی ادارہ النور کے زیر غور ہے
حضرت کا مسلک توحید و جود ہی تھا۔ وحدۃ الوجود اور عینیت
وغیرت کے نازک مسائل میں حضرت کو حد درجہ انتہاک رہتا جو ہمیشہ
آپ کی تقریر و تحریر کا جزو لاینفک تھا ذیل کے چند اشعار ہمارے
اس دعویٰ پر شہاد ہیں۔

صوفیہ کا یاد رکھ قاعدہ کلیہ
خلق نہ ہو جائے حق عباد نہ ہو جائے رب
کہ تو حقیقی دوئی عالم وحی میں بیہوش
ورنہ حقائق کے بیچ لاف نہ کر موند لب

وحدتِ مطلق میں ایک جالی سمجھ لو جو ہر دیکھ
عالمِ اللہ ہے سب سو وہی، وہ سب

معرفت کی ہوا میں اڑنے کو
غینیتِ غیریتِ دوپہ ہوتا

عینیت میں مست ہوں اور غیریت میں ہوشیار
دم بہ دم یہ بے خودی وہ ہوشیاری پس مجھے

بے عینیت عقائدِ شرکِ خفیہ لیکن
بے غیریت حقائقِ کفرِ صریح دیا وہ

ہے وحدۃ الوجود کے ہر چند اعتبار
خالقِ ملاحدہ نہ حلالقِ علیحدہ

حدا موجود تھا اول نہ تھا غیر
وہ غیر اب بھی عدم ہے گر تو سمجھے

عبدالرب ہے سو کچھ عجب ہے اسے
 ایک سب سے سو کچھ عجب ہے اسے
 نین عجب غیر ہم احمد احمد
 رب عرب ہے سو کچھ عجب ہے اسے

یک اول و یک آخر یک باطن و یک ظاہر
 کو تو یہ کمالی تو دو حیا رکھتی ہے
 کہ نہ غیریت میں دیکھو کس طرح
 آملی ہے طرفہ غیبت نومی

یک جانتا حقیقت اللہ و عبد کو
 الحاد و کفر و زندقہ رذلت جو دے
 ذات و صفات میں ہے خدا خلق سے جدا
 ان کی کرے عقیدہ جامی مصدق

اشیا کی عین میں ہے خدا فی ذواتہا
 فرمے شیخ اکبر صوفی مستقی

حضرت شیخ اکبر اور دیگر صوفیاء متقدمین سے بھی آپ کو عقیدت

تھی جیسا کہ اوپر کے دو شعروں سے ظاہر ہے، چونکہ طریقت میں قادر یہ
 چشتیہ، نقشبندیہ اور دوسرے سلاسل کی کڑیاں بھی آپ سے آلی
 ہیں۔ اسی لئے آپ کو ہر سلسلہ کے اشغال و سلوک اور اس کی جملہ اصطلاحات
 پر عملاً عبور تھا۔ مزاج میں استغناء و توکل کے جوہر نمایاں تھے۔
 یا جو دیکھ شاہوں کے شاہ تھے مگر ظاہر بھی غیرانہ و درویشان بانپین کی
 تصویر تھا کہ جس کے گوشہ آبر وادر نیم والگاہوں کے سامنے شاہانہ
 غرور و جلال بھی خمیدہ اور نیچی نگاہ کئے ہوئے تھا۔ سُکرو صبحو اور جذب
 و سلوک کی کیفیت آپ پر یکساں طاری رہتی اور آپ کو جہاں
 استغراق یہ یافت رہتا وہیں اشتیاق یہ شہود بھی آپ کا رنگ طبیعت
 تھا۔ آخر اسی وجد و سرور خودی اور کیفِ بے خودی کے عالم میں
 آپ وہاں پہنچ گئے۔ جسے حضرت مولانا رومؒ نے ”نہایات
 وصال“ کہا ہے۔

من شدم غریاں ز تن اواز خیال

حی خراحم تا نہایات وصال

سن ۱۱ صفر بارہ سو چوبیس، ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔
 گر مکتبہ ضلع چنور آندھرا میں جہاں آپ کے خداج محمد کامرا ہے
 وہیں پائین میں اب آپ کا جسدِ خاکی بھی استراحت فرما رہا ہے۔
 لئے صبا ائے پیک دور افتاد گال اشکِ بابر خاکِ پاک اور سال
 ”ماخذ از خرمین کمال“

بیان اپنا

مجھے خوشی ہے کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت صحوٰ شاہ علی اللہ تعالیٰ کی پوری
کی ابتداء میں ان کی دیرینہ خواہش کو (بصورت کتاب ہذا) پوری
کی ہے

یہ صدقہ ہے رسول پاکؐ کا یا ان کی عنایت ہے

ہجوم برق بھی آشیاں میرا سلامت ہے

حضرت شاہ کمال قدس اللہ سرہ کی روح پر فتوح کو حد او ندیم

اپنی طرف سے ہماری جانب سے بہترین جزا و عطا کرے۔ یقیناً ان کی
تعلیمات کے صدقے میں آج ان ہی کی زبانی یہ مقام کچھ تو حاصل ہو ہی

گیا ہے کہ

بار در بار گاہ ہے ہم کو قربِ ماتحت شاہ ہے ہم کو
میں ہے موقوف و عداۃ فردا آج وید اللہ ہے ہم کو

فقط

الفقیر الی اللہ
غوثی شاہ

”بیت النور“

چنیل گڑھ حیدرآباد
۵ جنوری ۱۹۹۱ء

صفحہ تبرک

جس طرح ”مخزن العرفان“ اور ”خزین کمال“ کے آغاز میں حضرت شاہ کمالؒ کے بڑے بھائی جو آپ کے پیر و مرشد بھی ہیں۔ کا کلام بطور تبرک پیش کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی کچھ اشعار تبرکاً پیش کئے جا رہے ہیں۔ مگر روح حضرت شاہ کمالؒ اپنے شیخؒ کے کلام کے اندر انجسے اس کوشش کو قبولیت کا شرف بخشے۔ (ادارہ)

مسائل اصطلاحی

ذات کو شے کے تین ہے اقلاب	او صفت کو انعکاس و الساب
چونکہ آب آتش نہ ہوئے عکس تینر	سلب نہ ہوئے عرق آتش عرق آب
نہ ہوئے صرف علم محض وجود	حال بیداری نہ ہوئے حال خواب
نہ مبدل ذات نامتغیر صفات	یہ عقائد سنت و راہ صواب
کیا فنا اور کیا بقا موت و حیات	یاد غفلت انکشاف احتجاب
عینیت اور غیریت وصل و فراق	ذوق و صدق و نفس رب و نقاب
لفظی اور اثبات اور قرب و حضور	نہ خودی دیا خودی کشف و حجاب
یہ مسائل اصطلاحی ہیں سمجھ	یکہ بریکہ واللہ اعلم بالصواب

کرتلاوت رات دن اپنا وجود
یا تدبیر میر در ہر فضل و باب

ماخذ از: شہ میری اولیاء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَمَّا كَانَ مَخْفِيًّا عِنْدَ فِيْ غَيْبِ هُوِيَّةٍ وَ
 حَضَرَتْ اَحَدِيَّتُهُ الْمُسْنٰى بِوُجُوْدِهِ الْعَدَمِ وَقُصَارِ الْعَالَمِ اَبْدَانًا
 اَجْمَالًا - الخ

جز پر تو ذاتِ ایں و آلِ چیت
 تیرے نور کے پر تو کے سوا یہ اور وہ کیلے
 ز رُمنہ محسنِ دلبرِ ایں چیت
 حُسنِ دلبرِ ایں کے آئینہ سے اور کیلے
 دل را بہرِ دُکشاں کُشاں چیت
 کہ کھنچ کھنچ کر لجا رہا ہے اور کیا ہے
 بے پردہ شد ز من نہاں چیت
 بے پردہ ہونے نہرے سے پھر نہاں کیلے

جز سایہِ جہر تو جہاں چیت
 تیرے سوا آفتاب کے سایہ کے سوا یہ جہاں کیلے
 جز عکسِ جمالِ تو نمایاں
 تیرے جمال کے عکس کے سوا جو دکھائی دیر ہے
 جز صورتِ تو بگوئے معنی
 تیرے صورت کے سوا کوئی نہ معنوی میں دل کو
 در پردہ چراغِ نمائی ام روئے
 پردہ میں کس لئے دکھایا ہے اپنی صورتِ ہم کو

خود بہ الیاس دیگر اں چیت
 ہاپنے کو دوسروں کے لباس میں دکھایا گیا ہے
 ذات دیگر و صفات اں چیت
 دوسرے کی ذات اور اس کی تصفیا گیا ہے
 غیر تو قدیم جاوداں چیت
 تیرے سوا قدیم ہمیشہ رہنے والا کیا ہے
 اول آخر نہاں عیاں چیت
 اول۔ آخر۔ باطن۔ ظاہر کیا ہے
 بے قرب تو کون و کن کہاں چیت
 تیرے قرب کے بغیر علم کون و مکان کیا ہے
 جز آئینہ وجود ماں چیت
 آپ کے وجود کے آئینہ کے سوا کیا ہے
 اسماء و صفات ہمگاں چیت
 تمام کے اسماء و صفات (بجز اس کے) کیا ہیں
 این عالم و عقل و نفس و جاں چیت
 یہ عالم اور عقل اور نفس و جاں (بجز اس کے) کیا ہیں
 این مرتبہ دل و جاں چیت
 یہ مرتبہ دل اور جاں کا در کیا ہیں
 این جملہ زمین آسمان چیت
 یہ زمین آسمان جملہ (بجز اس کے) اور کیا ہیں

گوئی کہ مراد تو زدید ن
 گویا تیرا مقصد دیکھنے سے ہے
 ذات یہ صفات خویش موجود
 تیری ذات اپنے صفات سے موجود ہے
 خود ہستی و بودی و باش
 خود ہے اور محقق اور رہے
 جز تو کہ مقید و کہ مطلق
 سوا تیرے کیا مقید اور کون مطلق
 موجود کہ بے محبت تو
 تیری محبت کے بغیر موجود کون ہے
 این نیستی حقیقی ما
 ہماری یہ حقیقی نیستی
 اسماء و صفات را اطلاعات
 اسماء و صفات کے لئے جو تیرے سائے ہیں
 تنہیز یہ وجود را مرآتیت
 وجود کی تنہیز یہ کے لئے آئینے ہیں
 زجاں و صفات را محالیت
 صفات کے اجمال کے لئے یہ تجسلی گاہ ہیں
 تفصیل صفات را مظاہر
 صفات کی تفصیل کیلئے یہ مبظاہر ہیں

ذات و صفت اسم فعل شاں چہ
 یہ ذات و صفات فعل و اسم اذکے کیا
 بعثت رسل و پیغمبران جیسے
 رسول اور پیغمبروں کی بعثت (وجہ)
 توحید و تہذیب و عیال جیسے
 توحید درمیانی راستے کے سوا کید
 بالآخر ازیں دیگر عیال جیسے
 اس سے بڑھ کر دوسرا بیان کیا
 دانی یہ یقین کہ خزانہ جیسے
 جانے تو یقین کے ساتھ بغیر کمال کے اس کا

بیگانہ کہ نہ با تو اعیان
 اگر عیال تیرے بیگانہ ہیں (غیر)
 تو بیگانہ اند یا لکل
 اور اگر تیرے بیگانہ (میں) بالکل بیگانہ ہیں
 ایں سوا شراک و زان سوا الحاد
 اس طرف اشتراک اور اسکی جانب سے الحاد
 در معرفت کہ شراک و مرادت
 تیری معرفت میں جو حاصل مراد ہے
 از ہستی تو کمال حاصل
 تیری ہستی سے کمال حاصل ہے

فی المناجات حضرت فاضل الحاجات

مناجات در گاہ تاقی الحاجات میں

برا و جیکی رسا تم اے دوسرے
 یکتائی یعنی توحید کی عہدی پر پہنچا جھکا
 از شرک خفی بجا تم اے دوست
 شرک خفی سے جو میری جاں میں رہے نہ
 با علم و یقین گما تم اے دوسرے
 علم و یقین کے ساتھ میرے گمان کو اے دوسرے

دوئی رہا تم اے دوست
 دوئی کے قید رہا کر مجھے اے دوست (اے دوست)
 یہ صحت و وحدت مفید
 وحدت مفید کے صحیح طریقہ سے
 از وحدت مطلقہ بدل گئی
 وحدت مطلقہ سے بدل دے

چیز نے نہ شریک باہم اے دوست
کوئی چیز میری شریک نہ رہے دوست
کا بخانہ رسد بیانم اے دوست
اُس مقام پر نہ پہنچے میرا بیان اے دوست
گو یکم نہ موجد باہم اے دوست
ہوں میں موجدوں سے (صال کر کے) اے دوست
حاشا کہ منت بد باہم اے دوست
تیری پناہ کہ میں تجھ کو جانوں (نہ جانوں) اے دوست
کئی بافتیش تو باہم اے دوست
کہ اکو میں یا سکوں اے دوست
دانستن خود کہ باہم اے دوست
اپنے کو آپ جان لیوں کہ میں وہ ہوں اے دوست
دانست کہ من چنانم اے دوست
جان لیا کہ میں ایسی ذات ہوں اے دوست
در یافت کہ من فلانم اے دوست
معلوم کو لیا کہ میں فلاں ہوں اے دوست
نمود را کردی عیب باہم اے دوست
اپنے آپ کو عیاں کیا مجھ کو اے دوست
درکنم عدم نہ باہم اے دوست
عدم کے پردہ میں چھپا ہوں اے دوست

در ذات و صفات و اسم فعلت
تیری ذات و صفات اسم و فعل میں
تو مستی محض و محض مستی
تو مستی محض و محض یعنی خالص مستی
بلکہ عدم کا عدم جس کی تعریف ہے
جلے کہ نیافتی تو خود را
ایسی جگہ تو نہیں پایا تو اپنے آپ کو
و آن یافتہ کہ یافتنی
وہ پایا تو جو پاتا تیرے لئے مزا دار ہے
پس آنچه توئی تراست لائق
پس جو کچھ تو ہے وہ تیرے لئے ہی لائق ہے
ذات بہ ظہا صفات خود را
تیری ذات تمام صفات کے ساتھ اپنے آپ کو
در ضمن شناخت خودم نیز
تیری شناخت کے تحت مجھ کو بھی
در صورت عین من نمودی
میری صورت عین سے دکھایا تو نے
قطع نظر از معیت تو
تیری محبت سے قطع نظر

مطلق نہ بود چوں بے مقید
 بغیر مقید کے مطلق نہ ہوئے
 بے جعل بغیب در شہادت
 بغیر نفاذ کے عالم غیب و شہادت میں
 بالذات کوئی نشانی آتا
 بالذات تو بے نشان ہے لیکن
 دانستین تو بہ من عجیب نسبت
 تو میرے منشا یہ ہونا کوئی عجیب نہیں ہے
 بالذات اگر چہ بحر وجودم
 اگر چہ بالذات بحر وجود کے ہوں
 مستم جو بحد ذات خود نسبت
 جبکہ اپنی ذات کی حد سے نعت ہوں
 قدس ماقدم و وجوب صفت
 قدس قدم اور واجب تیرا وصف ہے
 پیوستہ نفس خویش فانی
 ہمیشہ اپنی ذات سے فانی
 شہد میرے ذکر شد ز عشاق
 شہد میرے ذکر شد ز عاشق بنا
 و مرئی ز کمال صحت تو
 تیری صفت کے کمال سے زمر کو

من زان تو ام و تو ز انم اے دوست
 میں تیرے طور و انداز میں ہوں اور تو میرے طور و انداز میں ہے
 از عالم کن فک انم اے دوست
 عالم موجودات سے ہوں میں اے دوست
 ظاہر شدی از نشانم اے دوست
 ظاہر ہوا ہے میرے نشان سے اے دوست
 ہر چہ یہ تو نما نم اے دوست
 اگرچہ کہ میں تجھ جیسا نہیں ہوں اے دوست
 قائم بود تا نم اے دوست
 آپکے وجود سے قائم ہوں میں اے دوست
 خود را ز چہ ہست خور نم اے دوست
 اپنے آپ کو کس بنا پر ہست کہوں میں اے دوست
 امتحان وحدوث شام اے دوست
 ممکن اور حادث میری شان ہے اے دوست
 باقی بہ تو جاودا نم اے دوست
 تجھ سے یعنی تیری ذات سے باقی جاوداں ہوں اے دوست
 وز فکر ز عارفانم اے دوست
 ذکر سے میں عارفوں سے ہوں اے دوست
 گفتم چو شدی ز جانم اے دوست
 کہاں نے جبکہ تو نے میری زبان بنا دو

نعت

فی النعت والصلوات علی سید کائنات

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور درود میں

امایعد

حمد المظفر الاجل الاکبر الاعظم وتصلی و
 علی المظهر الاکمل الاتم والمخلوق المطلق
 الاکرم الذی هو اول ما جاء من العلوی الی
 الحین وافضل من له الفضل فی الکر ونبیت
 من نبی آدم من اعلام نوره المظهر الدنور و
 اسماء ذاتہ الاقدس الاظهر العقل الدول
 والقلم الاعمی والروح الدعظم وحمدان المجتبی
 محمد بن المصطفی صلی اللہ علیہ والہ واعمالہ
 والواجبہ واولادہ ذاکل بیتہ وبادک
 سلمو و مجد د شرف و کرم

اے اول علم و آخر عین

اے (یعنی رسول اللہ) اول علم اور آخر عین ہے

قدر تو فکان قاب قوسین

یتری قدر و منزلت فکان قاب قوسین

در شان تو گفت حق تعالی
 آہی شان میں حق تعالیٰ فرماتا ہے
 حقا کہ جمال حق نمودش
 تحقیق کہ حق تعالیٰ اپنا جمال دکھلایا
 با آنکہ شداست امر حائل
 یہ سب اس کے امر درمیان حائل ہوئے
 باللہ کہ ترا بذات باکشود
 قسم اللہ کی کہ تجھ کو اس کی پاک ذات سے
 جو صورتے معنے تو نبود
 تیری معنوی صورت کے سوا کچھ نہ ہوئے
 حق شاہد تو تو شاہد حق
 حق تیرا شاہد اور تو حق کا شاہد ہے
 چلے کہ توئی و حق در آغسا
 جس جگہ تو ہے اور حق اسی جگہ ہے
 کیسے تو کفر و روی تو
 تیرے کیسے کفر اور تیرا چہرہ دین ہے
 فرماں بہ کلیم شد کہ فاسلح
 کلیم اللہ کو حکم ہوا کہ نعلین اتار دو (کہہ طور پر)
 برآں تو یہ صحاب تو یاد
 آئی آل و صحاب پر آئے کے جو حاشے

لولاک لما خلقت و کوین
 اگر تم نہ ہوتے تو ہم نہیں پیدا کرتے دونوں عالم کو
 آنکو برخت کشود عینین
 اس وقت آپ کے رخ پر کھول دیا دونوں آنکھ کو
 ہستی تو ہست عین طرفین
 آپ کی ہستی ہے عین دو طرفہ
 فرقے نبود مگر لا صفین
 کوئی فرق نہ ہوئے مگر صفائی طور پر
 برزخ کہ بود میان بحرین
 اک برزخ ہے جو دو دریا کے درمیان
 بے شائبہ حجاب ما بین
 دونوں کے درمیان حجاب کی شائبہ کے بغیر
 لا کیف ولا مستی و کالین
 بے چوں و چرا بغیر طلب دریافت و بغیر تفقہ و تدبیر
 ذاتہ تو مقام جمع ضدین
 تیری ذات دونوں کے ضد کا مقام ہے
 سودی تو یفرق عرش نعلین
 گھسا تو نے سر عرش نعلین کو
 صلوٰۃ خدا
 صلوٰۃ خدا کی تیرے سر پر (کہہ طور پر)
 صلوٰۃ خدا کی تیرے سر پر (کہہ طور پر)

اے عین تو دین و عین عین شین
 آہکی آنکھ (نظر) زینت بخش اور میری آنکھ
 تو بلند علم و ملکہ علمین
 تو علم کا شہر بلکہ دونوں علموں (ظاہر باطن)
 برگردن اہل دین بود دین
 اہل دین کی گردن پر یہ بطور قرص کے
 واحد بود نباشد
 احد بالذات ایک ہی میں دو نہ ہووے
 بہ تعین تو عربی بہ حقیقت تو ربی
 خصوصیت میں تم عربی اور حقیقت میں تم ربی
 یاز نسلی زنبی آدمی و بو انعمی
 پھر نسل میں بنی آدم سے اور عجیب راز ہو
 الطحی قرشی و مکی مدنی و عربی
 الطحی قرشی مدنی اور عربی ہیں
 کہ بغا شد بد و صد جام شہر آب عینو
 جو شہر آب غیب کے دو سو پیالوں میں بھی بہتیں
 از ہر صفحہ دلہا چہ جواں و حید صبی
 چھٹھیں قلوب ہر صفحہ سے کیا جواں اور کیا وہ کچھ
 جبرہ بخش کہ یگداشت ز جہ تشہ لی
 ایک جبرہ بخش دیر ی تشہ لی کی حد ہوگی

مستم بہ تو قسم من از خویش
 میں آپ سے محبت اور اپنے سے نیست ہوں
 شہمیر و علی کلید بالمش
 شہمیر و علی اس درکی کو بجی میں
 با حمد و خدائے صغیر و محبت
 حمد خدا کے ساتھ آپ کی مدح شالی ہے
 احمد اعدائے کمال بالذات
 اے کمال احمد
 اے نبی کہ ز بعد تو کسے نسبت نہی
 اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے
 تو نبی بودہ آدم کہ عدم بود آدم
 تم نبی تھے اس وقت جبکہ آدم عدم میں تھے
 نام نامی تو احمد لقب سامی تو
 آپ کا نام نامی احمد اور لقب بلند آپ کا
 صفت در قطرہ از بادہ شہقت اثر ہے
 آپ کے عشق کی شہرت کے ہر قطرہ میں وہ اثر ہے
 سبق شوق تو در مکتب گیتی خوانند
 تیرے شوق و الفت کا سبق عالم کے مدرسین
 شہرت آشامی دیدار تو کام علم است
 میرا دل کا مقصد آپ کے دیدار کی شہرت خواری ہے

دارو امید بین از تو کمال عاصی
 کہ بدر گاہ حق آمرزش جرمش طلبی
 یہ کہ کمال عاصی آپسے قوی امید رکھتا ہے
 یہ کہ در گاہ حق تعالیٰ سے آگے گناہوں کی بخشش ہو

منقبت

فی منقبت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
 در شان سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

آئینہ دار و حسن و جمال بنی علی
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ دار علی ہیں
 ہم رفیق ہم سفر ہم دھرم ہم آئین و ہم نشین
 روز دار و مصاحب ہم خیال ہم صحبت ہیں
 یا حبش و ولایت آمد و خاتم خلافتش
 ولایت تاج اور جہر خلافت کی انکو علم ہو
 شد واقف حقیقت کا ہو ولا انا
 لا ہو اور لا انا کی حقیقت سے واقف ہو
 گشت از فدا ہستی خویش بقبالہ
 بچی ہستی سے فدا اور ان کی ہستی سے تقاب ہو
 پرواز کمرہ تازہ چشم در رسید
 ای پرواز کے کہ ایک جھپکتے یک پہنچ گئے
 در منزلت بہ منزل ہارون شد از کلیم
 مرتبہ میں جیسے کہ ہارونؑ ہیں کلیم اللہ کے ساتھ ہو

متجمع صفات کمال بنی علی
 حضرت بنی کے صفات کمال مجموعہ علی ہیں
 ہم خیم و جان و حال و مقال نبی علی
 نیز احوال اور اقوال میں نبی کے ہم جان و مقال ہیں
 سند نشین دجاہ و جلال بنی علی
 بنی کے جاہ و جلال کے سند نشین علی
 ہموں نمک بہ بحر زلال بنی علی
 بنی کے بحر زلال میں نمک کے مانند علی ہیں
 تو بذات و صف و فعل مثال نبی علی
 ذات و صفات و فعل میں مثل نبی کے علی ہیں
 بر آیشان قرب یہ یال نبی علی
 قرب کے آئینے تک نبی کے بازو سے علی
 از راہ اتباع کمال بنی علی
 بنی کے اتباع کمال کے طریقے علی ہیں

حاشا بہ جن والہاں لُٹا کہ عدلی خود
 پناہ بخدا جن والہاں لُٹا کہ ہم پہ ہیں
 آ کر ہر آن کہ بھگھ ولی زودہاں لود
 اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جگر وکی بیوی بنیں
 در ماندہ راہ بیادی غم شب فراق
 شب فراق و صحرائے غم میں پیچھے رہے ہو
 خواہی اگر تمام یقین رفع کن کمال
 اے کمال اگر تو یقین کامل چاہتا ہے ہو
 دارد بحسن خلق و خصال نبی علی
 ہرگز نہیں نبی کے حسن خلق و خصال جیسے علی رضی اللہ عنہ
 شد قدوہ صحابہ و آل نبی علی
 ہو گئے پیشوا صحابہ و آل نبی کے علی
 شمع رہ حرم وصال نبی علی
 کو وصال نبی کے حرم تک راستہ کا چرخی میں
 پندار ما سوا بہ خیال نبی علی
 کر ما سوی اللہ کے خیال و تصور کو نبی علی کے خیال سے

فخطہم بالک اوجیب فی خیالک توہم الرخص
 علی بمنقبۃ علی کہ مرا اللہ و جہلہ فارجع عنہ فالت
 بعض الظن اشروا تا سجعنا ہا الجہۃ حب
 النبی المتبی بنا فی الحب الاعتقاد و جا عتبہ افضل
 الخیر فی فلدیتا قاض الفضل الکلی و منذ ہبتا مذهب
 اہل السنۃ و الجماعۃ و معتقدنا فی ہذا الباب
 ان فضیلۃ الخلفاء الاربعة رضی اللہ عنہم و محسب
 تربیت الخلفاء افضل البشر الدنیاءۃ التحقیق
 امیر المومنین ابوبکر بن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ الذی قال اللہ تعالیٰ فی فضیلۃ ثانی اثنتین
 اذہما فی الغار قال فی فضلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انطاق بالحق والقابل بالصدق وما طلعت
شمس ولا غويت على احد بعد النبيين افضل
من ابى بكواقل من امت في ابى ابكواول من
صدقتنى ابوبكواول من زوجتنى فى الاسلام
ابوبكر واول من يحشرو معى يوم القسمة ابوبكر
الى آخر۔

در شان غوث اعظم

فی مدح المحبوب سبحانی مید عبد القادر جیلانی
درج میں محبوب سبحانی مید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے

مطلق اگر انبیاء را داوار است	غوث الاعظم اولیاء را یا و است
مطلق اگر انبیاء کے حاکم ہیں	غوث الاعظم (الطفیل انکے) اولیاء کے درکار ہیں
گرنی یا را شفیع محشر است	غوث اعظم نیز بوزش آہ است
اگر نبی صلعم ہمارے لئے شفیع محشر میں	غوث الاعظم ہم (ہمارے طرف) عزیزش کیونے میں
گر علی ساتی عوض کوثر است	غوث الاعظم سوئے حبت رہبر است
اگر حضرت علیؑ عوض کوثر کے ساتی ہیں	غوث الاعظم حبت کی طرف رہبری کہتے ہیں
گر محمد الطیف است و اقدس است	غوث اعظم اطیب است و اطر است
اگر محمد مصطفیٰؐ زیادہ ترین ہر بان اور نہایت پاک	غوث اعظم بھی طیب (پاک) و اطر ہیں
شد محمد رحمت اللعالمین	غوث اعظم کیت آنرا منظر است
محمد صلی رحمت اللعالمین بن گئے ہیں	غوث اعظم کون ۹۹ صفت کے ظاہر کیونے میں

غوث اعظم کسبت عبد القادر است
 غوث الاعظم کون عبد القادر میں
 غوث اعظم گوہر آں افسر است
 غوث الاعظم اس تاج کے گوہر میں
 غوث اعظم ہم حبیب داواست
 غوث الاعظم بھی اس دروہ کے حبیب میں
 غوث اعظم را تو گوگل شکر ست
 غوث الاعظم کو یہ جان کہ کل شکر دلفنڈ میں
 چوں میاں انبیاء پیغمبر ست
 جیسے کہ انبیاء میں پیغمبر ضلع میں
 یہ در مقام قرب بادی ہمار است
 ان کے ساتھ ہمسر میں
 ذاتش محی الدین گفتن در خود است
 ان ذات کو محی الدین کہنا نہوار ہے
 اظہر است و نور است و اقر است
 آفتاب سے زیادہ ظاہر زیادہ منور اور زیادہ
 سید شیخ و ولی اکبر است
 سید میں شیخ میں اعلیٰ مرتبہ میں
 از خدا اور اخطاب اشہر است
 خدا تعالیٰ سے ان کو خطابات عطا ہوا ہے

گر رسول اللہ عبد اللہ بود
 اگر رسول اللہ عبد اللہ میں
 افسر فریق رسولان مصطفی
 مصطفیٰ رسولوں کے سر تاج میں
 گو محمد ہست محبوب خدا
 اگر محمد مصطفیٰ خدا کے محبوب ہیں
 داں احد در رنگ گل احمد شکر
 احد کو رنگ گل احمد کو شکر جان
 غوث اعظم در گزہ اولیاء
 غوث الاعظم اولیاء کے زمرہ میں
 از کمال اتباع جد خود
 اپنے حبیب کی اتباع کے کمال سے متقام قرین
 زندہ گردانیدیش چوں مسیح
 ان کامردوں کو زندہ کرنا مسیح کے مانند
 من چہ گویم خلق و خلقت ز آفتاب
 میں کیا کہوں ان کے اخلاق و اطوار کو
 خواجہ و سلطان و درویش و فقیر
 خواجہ ہیں سلطان ہیں درویش و فقیر ہیں
 بادشاہ مولیٰ و مخدوم و غریب
 بادشاہ مولیٰ مخدوم (مقتد لینے میں) اور غریب

شرح اوصاف مکماہی کی تو ان
 انکے اوصاف کی تشریح جیسی کہ چاہئے کہہ چکے
 ہرچہ گوئم از کماہش فنروں
 اگرچہ ان کی کماہات جتنی زیادہ کہوں
 کمی شملہ فضلہائش کمز عدد
 انکے فضائل کو میں تعداد میں کہیں کون
 در شہلے اولیا و شد مقدس
 اولیا و اللہ کے کاندھے انکے قدم رکھنے کی جگہ
 کہ قیاس عقل و دانش برتر است
 جو قیاس و عقل سمجھ سے اعلیٰ تر ہے
 کمتر است و کمتر است و کمتر است
 وہ کم ہیں تھوڑے ہیں اور کم ہی ہیں
 ازید است و اکثر است و کمتر است
 وہ بہت زیادہ ہیں اور کثیر ہیں بہت بڑھ کر ہیں
 خاک نعلین میرا تاج سر است
 بنے انکے نعلین کی خاک میرا سر کا تاج ہے

خادمان آستانش را کمال
 اُن آستانہ کے خادموں کا کمال غلام ہے
 بند و عبید و غلام چاہے اگر است
 بندہ ہے اور خدمت گار ہے



تمہید

کہا ہے خاکِ اقدام سب دروازہ خدام جناب ارشاد مآب
 وساکنانِ جنت سدرہ مقام خلق اللہ کے قبلہ اور خاص و عام کے
 کعبہ شیخ الاسلام مہرشدِ کامل الامعاد اور عارف ہیں۔ جمع کرنے والے
 اضداد کے افتاد کے قطب یکنائے افراد اسرار لی مع اللہ الخ کے
 واقف کار و سیر الی اللہ و فی اللہ کے سالکوں کے پیشوا سید
 السادات و منبع السعادات جمع البرکات (برکات کا مجموعہ) معدن
 حیات (نیکیوں کی کان) محزونِ کمالات (کمالات کا محزون) شریعت
 و حقیقت کے جامع شہر ط و فضیلت کے مالک اور پیشوا علم و قال
 کے خلاصہ اصحاب و جد و مال کے درجہ حق الیقین کے وصل قدر
 و منزلت کے مقام پر پہنچنے والے دبار بردار امانت انعام صفا
 السلام انتہ علی السموات والارضین کے دکن
 بنیاد آدم بن الماء و لطین کی باریکیوں کی گمرہ کھولنے والے خلیفہ
 رب العالمین نائب سید المرسلین ولی بزرگ و بے نظیر قطب اور
 طلوع ہونے والے شمس اور بدر منیر کے انوار سے زیادہ ظاہر۔ پیر
 دستگیر حضرت سید محمد جو مشہور شہمیر نام سے نور اللہ مرقدہ (اللہ تعالیٰ
 ان کی مزار کو منور بنائے) اندوختہ بودار رکھنے ان کے مقام مدفن

کو کمر بستہ بن کر اور مساکین فقیر حقیر بیکمال الدین ابن حضرت سید جمال الحق والملة
والدین قدسنا اللہ تعالیٰ لمبرقہ القدس آمین ثمة آمین۔

اس رسالہ ہدایت مقالہ میں جو موسوم کلمات کمالیہ ہے اس کے حضرات
سلسلہ عالیہ قادریہ علیہم التحیۃ المتوالیہ منتظوم بنائے اور لکھے گئے ہیں وہ
یہ ہیں۔

شفاعت کمر روز امیر و بیم
جو کہ شفاعت کریں اے میں روز قیامت میں
در شہر علم خفی و جلی
دروادہ شہر علم خفی و جلی کے ہیں
مہ تابعین یود بصری وطن
تابعین کے ماہ اور ان کا وطن بصرہ تھا
فیض شمع شمع شمع شمع شمع شمع
فیض ملک غم جام جمشید کے جہاننا
ز طور اغیار تو کہ وہ طی
اغیار کے دفتر کو طے کر دیئے ہیں
شہر تا ابد حو دیدار تو
وہ ہمیشہ تیری دیدار میں حو رہے ہیں
کہ ہر تہ دہر بہر اش ہرے
راہ سہروں میں پہنچے راہ دار حو سے

اہل حق بنی کمر۔۔۔ م
اہل یہ لطف بنی کریم کے
اہل حق علی ولی
اہل یوسیلہ علی اور ولی کے جو
اہل حق مستی حسن
اہل یوسیلہ نام ناجی حق کے
اہل حق حبیب عجم
اہل حق میں حبیب عجمی کے ان کے
اہل یہ داؤد طائی کہ دی
اہل حق میں داؤد طائی کے کہ وہ تیرے
اہل یہ معروف کرمی کہ او
اہل حق میں معروف کرمی کے کہ
اہل یہ آن شیخ سقطی سری
اہل اوں شیخ سری سقطی کے لئے جو تیرا

بہ بغداد در دام عشق تو صید
 کیلئے جو بغداد ملک میں تیرے عشق کے دام صید میں
 کہ ابو بکر بن والف آتش علم
 جو ابو بکر بن والف سے مشہور ہیں
 ز فیض شہیل مستفیض
 انکے فیض سے عین کا تارہ فیض حاصل کر لیا ہے
 کہ عبد العزیز بودہ اند شیخ و اب
 عبد العزیز صاحب کے شیخ رہے ہیں اور والد بھی
 کہ منسوب باشد بطرطوس جاہ
 مقام طرطوس سے منسوب ہیں
 قریشی دھنکاری آل شہ ز میں
 دھنکاری ہیں وہ اس زمانے کے شاہ
 سلیل مبارک بعرفان وحید
 مبارک فرزند عرفان میں یکساں ہیں
 یہ محبوب سجاں قمش الانام
 جو محبوب سجاں اور خلق اللہ کے شمس ہیں
 در تاج دیں شیخ عبد الرزاق
 کے گوہر شیخ عبد الرزاق ہیں
 کہ بودست باحی الدین شہر
 جو رہے ہیں محی الدین مشہور زمانہ کے ساتھ

الہی بہ سالار قوم آن جنید
 الہی سر دار قوم دہ جنید (بغدادی)
 الہی یہ شبلی وحدت جم
 الہی ان شبلی کو جو وحدت میں محمود ہیں
 الہی عبد العزیز مفیض
 الہی عبد العزیز فیض رسال کے لئے
 الہی تال عبد واحد لقب
 الہی ان عبد الواحد لقب والے کو جو
 الہی محمد ابوالفرح را
 الہی محمد ابوالفرح کے لئے جو
 الہی بہ حق علی ابوالحسن
 الہی حق میں علی ابوالحسن کے قریشی
 الہی بہ حق شہ بوسعید
 الہی حق میں شاہ بوسعید کے انکے
 الہی یا عبد القادر ہمام
 الہی اس عبد القادر سالار قوم کے وسیلہ
 الہی بحق بآں شیخ اہل عراق
 الہی ان شیخ عراق والے پر جو دین کے تاج
 الہی بہ سید ابی نصر پیر
 الہی سید ابی نصر پیر پر

الہی یاں دستگیرِ انام
 الہی اس حق اللہ کے دستگیر
 الہی یہ شیخ احمد قادری
 الہی شیخ احمد قادری پر جو علم
 الہی یہ سید محمد کہ شد
 الہی سید محمد کے لئے جو ہوئے ہیں
 الہی یہ قطبِ زمانِ نصر دین
 الہی زمانہ کے قطبِ نصر دین پر
 الہی یہ خوش جہاں نور دین
 الہی خوش جہاں نور دین پر
 الہی یہ سید عنایت کہ او
 الہی سید عنایت پر کہ وہ
 الہی یاں شیخ سید شجاع
 الہی اس شیخ سید شجاع پر
 الہی حاجی اسحاق فرید
 الہی حاجی اسحاق پر جو کئے زمانہ ہیں
 الہی یہ حاجی محمد ولی
 الہی حاجی محمد ولی پر
 الہی یہ حق جنید دوم
 الہی حق میں جنید ثانی کے جواز

کہ بُو صلاح نصر داشت نام
 جو ابو صلاح نصر ان کا نام ہے
 کہ در علم و ویدش رسد نامدے
 اور وحید میں وہ نادر مقام پر پہنچے ہیں
 بہ تہذیب و اخلاق چوں جد خود
 تہذیب اخلاق میں اپنے جد کے مانند
 کہ رفعت پذیرِ قوت از قصر دین
 جو دین کے قصر سے بکندی اختیار کئے ہیں
 کہ مستحکم آمد بدایں نور دین
 جو ظہور میں حد سنوار ہوا یاں سے دین کا نور
 عطا یافتہ بے نہایت زلف
 عطائیں پائے ہیں بے اندازہ تجھ سے
 ترازو جہاں را مبطیع و مطلع
 جو تیرے مبطیع اور جہاں کے مطلع ہیں
 کہ عیناً بنی زو ملاقات کرد
 ظاہری دید میں بنی ان سے ملاقات کئے ہیں
 مکاشفہ برار محمد علی
 مکاشفات حاصل کئے ہیں محمد اور علی سے
 کہ از خود بوجہ ان نو گشتہ گم
 خودی تیری یافت میں گم ہو گئے ہیں

نہایت کند در بدایت عیال
 ابتدا ہی سے انتہا کو ظاہر کئے ہیں
 شہود و جمال تو ہر شام و چاشت
 تیرے جمال کا مشاہدہ ہر شام صبح
 کند گشت ظاہر کمال اللہ
 ان سے ظاہر ہوئے کمال اللہ تعالیٰ کے
 کہ در علم و عرفان نہ بودش نظیر
 جو کہ علم و عرفان میں ان کے کوئی نظیر نہیں ہیں
 کہ دارد بد رگاہ تو کل قال
 کہ تا ہے تیری در گاہ میں تمام حال و احوال
 نگہدار از جنس شرک و خطا
 شرک و خطا اور اسکی جنس سے محکوم و محفوظ رکھ
 بہ زنجیر عشق تو پالیتہ دار
 تیرے عشق کی زنجیر میں جکڑا ہوا رکھ
 دلے وہ مرا کہ تو خاشع بود
 دل ایسا ڈھچکھو جو تیرے غضب سے ڈرتا رہے
 میر از سمعہ بری از ریا
 شائے یعنی خود ستائی سے دور اور ریا کاری سے
 ہم از بند نفس و ہوا ہم رہاں
 نفس و ہوا کے قید بند سے بھی مجھے رہائی عطا فرما

الہی بہ شاہ ہدایت کہ آل
 الہی شاہ ہدایت اللہ پر کہ وہ
 الہی بہ سید کمال آنکہ داشت
 الہی سید کمال اللہ پر جو کہ رکھتے ہیں
 الہی بہ سید جمال اللہ
 الہی سید جمال اللہ پر جو کہ
 الہی بہ ارشاد شہیمیر پیر
 الہی شہیمیر پیر کے ارشاد کے طفیل
 الہی عجز و نیاز کمال
 الہی کامل عجز و نیاز کے ساتھ جو پیش
 کہ مارا کن ایمان کامل عطا
 یہ کہ محکوم ایمان کامل عطا فرمائے
 بد احم بہ لطف تو پیوستہ دار
 ہمیشہ مجھ کو کیرے لطف میں لپٹا ہوا رکھ
 بہ در آموز علم کہ نافع بود
 سکھا مجھ کو وہ علم جو نفع دینے والا ہو
 بہ طاعت بدہ استقامت مرا
 طاعت میں تیری تابعداری کی طاقت عطا کر
 ز و سواس شیطان امانم دہاں
 شیطان کے دوسوں سے مجھ کو امن عطا کر

فضائل نہ بخشیں وکن آراستہ
 فضیلتیں بخش اور ان سے مجھے آراستہ کر
 کوئے ہوائش مقیم بدار
 اس کے خواہشات کے کوچرین مجھے مقیم رکھ
 وگہ بھی گاہے مگر داں خوی
 بچر کسی وقت تیرھی راہ کی طرف مت بچر
 عطا کن نہ گلے قوی گاہ سست
 ایسا عطا فرما کہ نہ کبھی میں سستی واقع ہو
 زما دوں تو ادے برتا فیتیم
 تیرے ماسوی سے جو ہم منہ پھیر لے ہیں
 خموشم کن از مابقی بقبیلہ
 مجھے غامضوں رکھ دو سر بقبیلہ (یعنی بکواس) سے
 کہ وجہ خطرات گردند سلب
 کہ اس سے تمام خطرات مٹ جائیں
 کہ مطلق بگر دو ز قید انا
 جو قید انا ہے (میں پتے سے) آزاد ہووے
 وہ آنگہ بقا از صفات خودم
 اے بعد از اپنی صفات سے مجھ کو بقا عطا فرما
 یساں تو مودے بند ہما
 تیرے جساں کے بند ہما

رذائل میر ساز پیراستہ
 روز تلقین نکال دے اور اسے مجھے قطع کن
 بشرع بنی مستقیم بدار
 بنی کی شریعت پر مجھے مستقیم رکھ
 چو مارا نمودی صراط سوی
 جب ہو دکھایا تو نہ راستہ درست و ہموار
 بہ شیخ خودم اعتقاد درست
 مرے شیخ سے مجھ کو درست اعتقاد
 کہ یویا فیتیم آچہ مایا فیتیم
 آنے پائے جو کچھ کہ ہم پائے
 زبان را بذکر تو وہ تعلقہ
 زبان کو تیرے ذکر کا ہی تعلقہ عطا کر
 عطا کن صفائی ز قلبی بقلب
 صفائی قلبی میرے قلب کو عطا فرما ایسی
 زروے بروہم نہ بخش آن فنا
 اس روح سے میری روح کو فنا بخش دے
 بسوئے فنا از صفات خودم
 میری صفات کو فنا کی طرف رجوع کر
 کلم در خفی عبد اللہ تما
 بتا دے مجھ کو خفی میں عبد اللہ تما

شعور تہ ذہ انبے شعوری نہ غیر
 تیرا شعور ہے جو غیر سے ہے شعور ہے
 زباب حقائق بردم کشا
 حقائق کے دربانے مجھ پر کھول دے
 یہ حیثیت عشق و عقل رسا
 عشق کی حیثیت اور عقل بلند ہے
 وہ از جام احمد شراب احمد
 احمد کے پیالہ سے احمد کی شراب عطا کر
 بہر شیں شک بخش زیں یقین
 شک کی برائی کو نکال اور یقین کی زینت
 یہ چشم کی آئینہ ہر ذرہ را
 میری نظریں ہر ذرہ کو آئینہ بنا دے
 نمائی مراد حقیقت ہے
 دکھا مجھ کو حقیقت میں الیا راستہ جو
 کرامت کن آن علم و قال صحیح
 عطا فرما وہ علم اور صحیح کلام جو
 کلمہ زان سوال و طلب رحمت
 کروں میں اس تیری رحمت سے طلب اور سوال
 گر فتم منم اعظم المذنبین
 میں آتا ہوں کہ گنہگاروں میں بڑا گنہگار ہوں

بقرب حضور کی ودوری نہ شیم
 تیرے قرب و حضوری میں ودوری ہو غیر سے
 جلال و قائل بہ چشم نما
 جلال کے جلال کو میری آنکھ پر کھول دے
 مکن رہبر خلق سویت مرا
 مگر تیری طرف رہبر مجھ کو بنا دے
 مکن مت ولا لعقل متا اید
 مت بنا دے اور عقل مجھ کو ہمیشہ کے لئے
 ز علم یقین نور عین یقین
 بخند علم یقین سے عین یقین کا نور عطا فرما
 درو آفتاب رخ خود بنما
 اس میں اپنے جلوے کا آفتاب دکھا دے
 کہ روشن بسا زد شریعت گے
 روشن بنائے مقام شریعت کو
 کہ عین است بل کشف و حال صحیح
 کہ عین ہے بلکہ صحیح حال کا کشف ہو
 کہ سابق بود بر غضب رحمت
 جو مقدم رہے تیرے غضب پر تیری رحمت
 توئی اکرم وارحم الراحمین
 تو زیادہ بخش کر دے والا اور رحیم تر ہو کر رحم کرنے والا

کہ جز تو نہ بخش گناہان من
 یہ گو ترے سوا کوئی نہ بخشے میرے گناہوں کو
 از انجا ابید منم ز دولت
 اس بنا پر میری قوی امید تجھ ہی سے ہے
 مرا زین جہاں در جہاں دگر
 تجھ کو اس جہاں سے دوسری جہاں میں
 کہ ہر مشکل را کئی منجلی
 کہ ہر ایک مشکل کو میری تو آسان کر دے
 کہ مقربوں تجھ میں گنتی خاتمہ
 خیر کی قربت کے ساتھ میرا خاتمہ کرے
 بر آرا ز کرم کلی حاجات من
 بلا اپنی بخشش سے میری تمام حاجتوں کو
 بصدقہ ہمہ انبیاء و اصفیاء
 متقیوں اور صوفیوں کے صدقہ علی سے
 علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
 دود ہو جائے اور ان پر سلام ہو جائے

یقین جا میگر است در جان من
 میری جان میں یقین قرار پایا ہے کہ
 عفو نام تست و توئی عفو دولت
 عفو تیرا نام ہے اور تو عفو بخش نام دوست ہے
 مسلمان بدارو مسلمان بہر
 مسلمان رکھ اور مسلمان لے جا
 بصدیق و فاروق و عثمان علی
 صدیق و فاروق و عثمان علی کے طفیل
 یہ حق حسین و حسین و فاطمہ
 حق اور حسین و اور فاطمہ کے وسیلہ سے
 وہ القصہ مجملہ مراد است من
 الحاصل عطا کر میرے مرادوں کو
 یہ حق ہمہ انبیاء اولیا
 تمام انبیاء و اولیاء کے طفیل سے تمام
 خصوصاً یہ حق رسول انام
 خاص طور رسول انام کے وسیلہ سے ان پر



خدائے اکرم الاکرمین و ارحم الراحمین کے

نام سے کلمات کا آغاز

شرع مبیین کے جملہ ظاہری نعمتوں کے فوائد دین متین کے باطنی
نعمتوں کے مواد سے ارباب ارشاد و تلقین کی زیادوں سے سنے
گئے اہل اخذ کئے گئے۔ باہر لگے اور نکالے گئے اصحاب تحقیق و
تمکین کے مکاشفات و مشاہدات سے جو کہ کامل اکابرین۔ اہل یقین
اور اس امت معترف قرین اولیاء کے خالق میں اس مکرمین بندہ
رب العالمین (فقیر حقیر کمال الدین ابن حضرت سید جمال الدین کان العلی
آمین ثم آمین بحرمت سید المرسلین و خاتم النبیین محمد وآلہ و صحابہ
جمعین

کلمہ اول

معنی ایمان

سوال :- اگر کوئی بگو ایمان چہ چیز است ؟ جوابش بشواری
عقل و تہمت است ۔

ترجمہ :- اگر تو پوچھتا ہے کہ ایمان کیا چیز ہے ۔ اگر عقل و تہم رکھتا ہے تو اس کا جواب سن لے اصحاب تحقیق و نکتہ داں بزرگوار طریق کے پاس ایمان وہ اسم ہے جو خصوصاً صدق و حق و سچائی ہے اور کفر و ناکارہ جھوٹ و نادرست ہے اور حدیث بہرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ وسلم ۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَاَلْکُفْرُ بَاطِلٌ اسلام حق کو کہتے ہیں ۔ اور کفر جھوٹ و باطل (ناکارہ) ہے اسی مدعا پر گواہ ہے عدالت پذیر اور ایمان د اسلام اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مسائل سے بھی ایک ہے اس کا انکار ارتداد اور کفر ضلالت کا مستلزم ہے ۔

معنی حق و ہمت

سوال :- اگر تو پوچھے کہ حق و راست اور باطل و نادرست کے کیا معنی رکھتے ہیں ؟

جواب ۔ جان لو کہ ہمت کو ہمت اور نیت کو نیت کہنا اور جاننا حق اور درست ہے اور نیت کو ہمت اور ہمت کو نیت سمجھنا ناقص اور جھوٹ ہے جیسا کہ اگر ایک تو نگر صاحب کہے کہ میں مفلس و ناچار ہوں ۔ اور نقد اور جنس سے کچھ اپنے پاس رکھتا نہیں ہوں ۔ یا ۔ کوئی محتاج اور مسکین اگر فتنی کو کہے کہ میرے پاس اس قدر چاندی سونا موجود ہے ۔ اسی کو ہمت

کو نفیست اور نفیست کو ہست کہا جائے یہی عین۔ کذب اور
 جھوٹ ہوئے۔ اور اگر ہر شخص اپنے حسبِ حال اقرار کرے ہست
 کو ہست اور نفیست کو نفیست کہا جائے وہ اصل اور درست
 ہوئے۔

سوال :- اگر پوچھے کہ نفیست کیا ہے ؟ اور ہست کیا ہے ؟
 جواب :- جان لو کہ ہست حقیقتہً واقعی ذات واجب تعالیٰ
 ہے جو بذاتِ خود موجود ہے۔ بلکہ اس کی ذات خود وجود ہے۔

ذاتِ لا وجود سازح و مستی حجت سوی اللہ و اللہ ما فی الوجود
 تیری ذات فقط وجود سادہ اور محفلِ مٹی ہے سو اللہ کہ قسم اللہ کی کوئی موجود نہیں ہے
 وجود ندارد کسے جز خدائی

سو جز اولیست دوسرائے وجود

کوئی سوائے خدا کے وجود نہیں رکھتا ہے

جو سوائے اس کے کائنات میں کوئی وجود نہیں ہے

حقیقتہً دگر کسے موجود نسبت در اصل حقیقت عینِ حقیقت

حقیقت میں دوسرا کوئی موجود نہیں ہے اصل اور حقیقت میں عین ممکن ہے

کہ فی حد ذاتہ نابود و ماضیت راحۃ الوجود است

جو اپنی ذات کی حد میں نابود اور وجود کی بونہ سونگھی ہے

ذات ہم جز وجود قائم بوجود

تمام ذاتیں بغیر وجود کے ذاتِ باری سے قائم ہیں

جیسا کہ فرمایا مولوی جاجی قدس سرہ السامی کتاب سلسلۃ
الذہب میں :-

اہل شہود و اہل کشف کے نزدیک عین ممکن اپنی ذات کی حیثیت

سے موجود نہیں ہے اور پھر قدس سرہ سے

تو محدود خیال ہستی از تو فاسد باشد خیال فاسد تکئے

تو محدود ہے تیرے لئے ہستی کا خیال فاسد ہے بہ خیال فاسد کب تک ؟

آخر الامر اس باب کا مقصد یہ ہے کہ خلق کو غیبت اور بالغات

محدوم جاننا اور حق تعالیٰ کو بہت اور موجود حقیقی سمجھنا - صحیح و درست

و درست ہے یہی ہے اصل دین و ایمان اور عرفان و ایقان و اسلام

کے معتقدین کی جس نے اس کی اتباع کی ہدایت پائی ہے

ساخت برابر تپ نہیں - اور جھوٹ برابر پاپ

ہمارے ہر دے ساخت بے دانگی ہر دے آپ غزل

وہ جس کی ابتداء نیستی وہ عدم ہے پس ایسا ہی ہلاک و فنا کی

انتہا ہے - چونکہ اود اور نیست عدم اور کلا وجود ہوا اس کی ثبات

و ایقان کا گمان باطل ہووئے

کہہئے کہ درمیاں دو دم بہت عدم است

جو ذات ظاہر کہ دو دم کے درمیان ہے وہ عدم (فیق)

قائل نہ شد کہسے بڑ کا وصفائے آن

کیا اکی پکی وصفائی کا کوئی قائل نہ ہووئے ؟

پس ہست و بود باشد ذات و صفات حق
 پس ہے اور تھا اور رہے حق تعالیٰ کی ذات و صفات
 کس نیست و نمود و نیا شد سوائے آل
 کوئی نہیں ہے اور نہیں تھا اور نہ رہے اس کے سوائے
 تو نیستی و عدم تو متاید ہر آنچہ ہست
 تو نیست ہے اور تیرے میں جو کچھ کہ نمودار ہے
 عکس وجود حق بود و صفہا سوائے آل
 حق تعالیٰ کے وجود کا حق ہووے اور اس کے صفات
 جو شعش کہ لباس مستعار لے کر پہنائے وہ اپنی ملکیت ہونے کا

دعویٰ کرے باطل ہووے۔

کن جمع علم صوفی و حق ایک سالک
 علم صوفی اور علم حق کو جمع کر لیکن اے سالک
 سعی ظہور میں بنمائی تھا سوائے آل
 اس کے ظہور کی کوشش کر اور اس کے خفا (یعنی چھپانے کی)
 علم صوفی کے ظہور اور علم حق کے چھپانے کی کوشش کرے علم صوفی سے
 مراد علم عرفان اور علم حق سے علم ظاہر۔

بقیل نابداور یہ
 آن روا
 اس کے حاصل کرنے میں بقیل (کو تاہی) کو روا مت رکھ

علی کہ آفرید شدی از برای آل
 یہ وہ علم ہے کہ تو اسی کے لئے پیدا ہوا ہے
 عہدے کہ اے کمال بہ شہمیر بستہ
 اے کمال تو جو شہمیر سے ہمدانہ چلا ہے (وقت بیعت)
 بیوستہ در جب آمدہ بر تو دفائے آل
 ہمیشہ تیرے لئے اس کو وفا کرنا واجب ہے

ایمنہ وجود

شوزیں سخن راست تر پچ نیست
 سن اس بات سے زیادہ راست کوئی نہیں ہے
 کہ ہمت است حق و دیگر پچ نیست
 کہ ہمت حق ہے اور دوسرا کوئی نہیں ہے
 تو کوئی پس اس کثرت کوں چیت
 تو پوچھے پس یہ کثرت کوں، مکاں کی کیا ہے
 بحر ذات و احد دیگر پچ نیست
 ذات واحد تعالیٰ کے سوائے دوسرا کوئی نہیں ہے
 یقین داں کہ جز وہم ہستی تو
 یقین جان کہ تیری ہستی کے وہم کے علاوہ
 دریں جاگنا ہے بتر پچ نیست
 یہاں اس سے بدتر گناہ کوئی نہیں ہے

در آئینہ ہا میں کہ چندیں کو س
 آئینوں میں دیکھ جتنے کہ کو س میں
 بحر شاہر جلوہ گر، یح نیست
 شاہر کے سوا جلوہ گر کوئی نہیں ہے
 جو منظر حق است و مظاہر جہاں
 جب منظر حق ہے اور مظاہر تمام جہاں
 میاں شان دوئی متبیر، یح نیست
 ان کے درمیاں دوئی کا اعتبار کچھ نہیں ہے
 شد آنکہ کہ حادث قریب قدیم
 ہوا جبکہ حادث قریب قدیم کے تو
 تو دافیش باقی اثر، یح نیست
 جان لے اس کا اثر باقی کچھ نہیں ہے
 یہ متنفر یہ تنہا اگر قائل
 اگر تو نہی متنفر یہ قائل ہے
 نصیبت ز سمع و بصر، یح نیست
 تیرے لئے سمع و بصر سے کچھ حاصل نہیں ہے
 یہ سمجھ سادہ اگر قائل
 اگر تو سادہ سمجھ ہی قائل ہے
 حصولت بر عقل و نظر، یح نیست
 عقل و نظر سے مجھ کو کچھ حاصل نہیں ہے

نہ سازی چو مابین ضدیں جمع
 دو ضدوں کے درمیان جب تو جمع نہ کرے
 ز تو حید حقیقت خبر یحییٰ نیست
 حق تعالیٰ کی توحید سے تجھ کو خبر کچھ نہیں ہے
 نہ اندر شریعت بہ تقلید پائے
 شریعت میں تو تقلید سے قدم رکھ
 کہ اندر دریں رہ خطر یحییٰ نیست
 کہ اس راستہ میں خطرہ کوئی نہیں
 کلام حقیقت بہ تقلید ہاں
 خبر دار حقیقت کے کلام کو تقلید سے
 مگوئیں شجر را خبر یحییٰ نیست
 مت کہہ کیونکہ اس درخت کو خبر کچھ نہیں
 برس تا حقیقت گزراں مجاز
 مجاز سے گزر کر حقیقت تک پہنچ جا
 کہ وقف تو در رہ گزریحییٰ نیست
 اس سفر میں تیرے لئے مقام توقف کچھ نہیں
 چو ایمان مطلق ترا سود داد
 جب ایمان مطلق تجھ کو حاصل ہوا
 ز کفر مقید ضرر یحییٰ نیست
 کفر مقید سے تجھ کو کچھ بھی ضرر نہیں ہے

دھوا ہی دلت گر بود حق رسی
 اگر تیرے دل کی خواہش حق رسی کی ہے
 ز شہمیر بہ راہمیر پیچ نیست
 شہمیر سے بہتر راہمیر کوئی نہیں ہے
 چو آئی بہ بیستی و دانی کمال
 اسے کمال جب آدے تو دیکھے اور جاتے
 حلاوت بنام شکر و سحر نیست
 مرثکہ کا نام لینے سے لذت کچھ نہیں

کفر حق و کفر باطل

جانئے کہ اہل شریعت ظاہرہ (جو کہ لا معبود الا اللہ اور ہمہ اولیۃ
 لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں) کہتے ہیں کہ عہدِ دربار میں ہر طرح سے
 جدائی اور باہم بغیر ہیں۔ اور وحدت اور عنیت دونوں کے درمیان باطل ہے
 کہ ما التراب و دب الارباب (گچھا مٹی اور گچھا رب الارباب) چہ نسبت
 خاکرا با عالم پاک (عالم پاک کو خاک سے کیا نسبت ہو) یہ لوگ تتر یہ اور
 ودائیت ہی حق کے لئے تتر اور رہے کہ معتقد ہیں اودیس۔ اور صفت
 تشبیہ اور حق کی عنیت کو خلق سے اعتقاد رکھنے والوں کو کافر کہتے ہیں
 اور اہل شریعت باطنیہ یعنی اہل حقیقت جو کہ لا معبود الا اللہ

اور ہمہ ادست اور لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں فرماتے ہیں کہ تنزیہیہ اور تشبیہ دونوں قرآن اور احادیث سے ثابت ہے۔ فصدق الاول دون الثاني۔ پس تصدیق کیا یعنی پس جانا اول کو سوائے ثانی کے من قال ذو من یبعض و فکفر یبعض پس جس نے کہا ہم ایمان لائے بعض پر اور انکار کرتے ہیں بعض کا۔ اس لئے کہ ہوا مظاہر پر قرآن کے دلائل سے ہے حق کی صفت تشبیہ کا اثبات کرتی ہے۔ پس اس کا انکار صریحاً کفر ہوئے اور دلیل معکم بھی قل هو اللہ احد۔ وحدت مطلقہ کا اثبات کرتی ہے۔ وحدت مقیدہ پر قیاس کرنا معکم میں تاویل ہوئے وہ بھی باطل ہے۔ والنصوص کحل علی خواہرہا۔ پس ان کا اعتقاد تشبیہ و عینیت باوجود تنزیہیہ و غیریت کے ہوئے۔ پس ایمان اول سے مراد اس بیت میں ہے ۷

تاما مدرسہ و متارہ ویرا نشود	حوال قلندری بسا ماں نشود
جب تک مدرسہ و متارہ ویرا نہ ہو	قلندری کے حالات یا سامان ہوں
تاما ایمان کفر و کفر ایمان نشود	یک بندہ حق مسلمان نشود
جب تک ایمان کفر اور کفر ایمان نہ ہو ایک	بندہ حق یقیناً مسلمان نہ ہووے
ایمان مقید حجازی ہووے وہ اہل ایمان مطلق حقیقی کے پاس	
کفر ہوئے اس لئے کہ شریعت کا ایمان جو دو معبود کی نفی اور ایک معبود	
کا اثبات ہووے ان کی نظر میں (ایمان حقیقت پر جو دو جوہر کی نفی اور	
ایک وجود کا اثبات ہے) کفر ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ۷	

چنان کال گبر و یزدان اہرمن گفت ہمیں نادان و احمق اودمن گفت
 جیسے کہ وہ گبر نے یزدان اور اہرمن (یعنی نیکی کا ایک خدا اور بدی
 کا ایک خدا) کہا یہ نادان و احمق بھی وہ اور میں (دوجہ) کہا پس جان
 لے کہ جب تک ایمان کفر نہ ہو مدام ایمان مقید کو ایمان مطلق کی نظر سے
 کفر نہ سمجھے کفر ایمان نہ ہووے جیسے کہ اہل طریقت فرماتے ہیں کہ
 کفر باطل پوشش حق است اندر خوشن کفر باطل حق کا لباس ہے اپنے میں
 کفر حق پوشش بد خویش است اندر خوشن کفر حق اپنا لباس ہے حق میں کفر حقیقی کہ
 اس کی صفت یہ ہے ایمان نہ ہووے (یعنی اہل حقیقت کے پاس) یعنی
 وہ میرے معتقد نہ ہوویں علماً و حالاً۔ اس لئے کہ وہ کفر حقیقی عین ایمان
 حقیقی و اسلام معنوی ہے یا یہ کہ کفر اہل ظاہر کی سمجھ کے اعتبار سے
 جو یہ لوگ وہ کفر حق کو کفر باطل سمجھتے ہیں۔ اس کی حقیقت پر ادراک
 و اطلاع نہ ہونے کے باعث وہ کفر حق کہ جو عین ایمان حقیقی ہے ایمان
 نہ ہووے یعنی اس کو یقیناً ایمان کامل نہ جانے سہ
 یک بندہ حق بحق مسلمان نشود
 ایک بندہ حق یقیناً مسلمان نہ ہووے

یعنی مسلمان کامل نہ ہووے۔

غایت مافی الباب

انتہا اس باب کی یہ ہے کہ ایمان شرعی ایمان حقیقی کے بغیر ایمان
 ناقص ہے۔ پس لیکن ایمان حقیقی بھی ایمان شرعی صرف الحاد ہے اور

اول ثانی کے ساتھ اور ثانی اول کے ساتھ ایمان کا ہے۔ پس غور
کیجئے۔ پس حقیقت میں یہ کلام لطیف بحث شریف ہے

صُورِ حکِیَاس

جاننا چاہئے کہ تعین و تقید و کثر و تعدد و شکل و صورت و مقدار
ہیئت ذات اشیاء کی نسبت حقیقی ہے عارضی نہیں۔ اور وحدت الوجود
حقیقی پر نظر کریں تو مطلق عارضی ہے حقیقی نہیں ہے۔

وعدتے گشتہ کثر تش طاری

در ہمہ ساری از ہمہ غساری

وحدت جس پر کثرت طاری ہے تمام میں سمائی ہے اور تمام سے
الگ ہے پس قائل ہونا اس پر کہ خلق کا وجود عین حق کا وجود ہے بے
شبہہ صحیح ہے اس لئے کہ خلق کا وجود ایک پر تو ہے حق کے حقیقی الوجود
کے آفتاب سے جو ممکنات کی ذاتوں پر چمکے گا تو وہ سب اس ظہور کے
سبب سے ظاہر خارج میں نمودار ہوئے جیسے کہ سمجھیں کہ حساب کا
نور عارضی آفتاب کے حقیقی نور کا عین ہے اور تنزیہ قول کہ حق کا وجود
حقیقی خلق کے عارضی وجود کا عین ہے۔ درست ہے جیسا کہ ہے کہ آفتاب
کا نور حقیقی حساب کے عارضی نور کا عین ہے۔ لیکن شکل و صورت اور
حد و حصر و مقدار ہیئت و کیفیت و تنجیدگی اور مثل اس کے جو اشیاء

کے ذاتی ہیں۔

حق سبحانہ تعالیٰ اس سے بالذات منزہ اور مبرا و دہری ہے۔ اور اگر کہیں کہ وہی ہستی حق ہے جو بعینہ ممکنات کی صورت میں ظاہر ہوئی تمثیل و تشکل کے طریق پر اسی تعین و تقید و چوٹی و چگونی و حصہ و تحد اور مثل اس کے ساتھ نمود پائی اس حیثیت سے کہ عین (یہہ شکل و صورت و حد و حصہ و مقدار و ہیئت و خیرہ) ممکنات کے لئے اور ذاتی ہے بے کم و بیش کے اپنی ذات عالی بخ حق تعالیٰ ہے ہوتی ہے۔

اس میں کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ لیکن یہ عینیت حق کی ممکنات کی صورت میں حاصل طور پر اس کے لئے عارضی ہوں نہ حقیقی اس لئے کہ وہ سبحانہ تعالیٰ اپنی ذات کی حد میں ان تمام سے مقدس ہے۔ اگر اسی قیاس پر کہہ کہ ممکنات بالذات ذات حق کے عین ہو دیں یہہ جائز نہیں ہے۔ فناء عین ماضیہ و کیس ماضیہ عینہ پس تحقیق عین ہے جو ظاہر ہوا۔ اور جو ظاہر ہوا اس کا عین نہیں ہے۔ جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لیس کہ مثلہ شئی یعنی اس کے جیسی کوئی شئی نہیں ہے اس واسطے کہ اطلاق حق کا ذاتی ہے۔ اور تقید خلق کا ذاتی ہے۔ اور وہ ذاتی وہ چیز ہے اس سے دفع ہونا نہ ہو سکے یعنی محال ہو پس غور کیجئے۔

حاصل امر یہہ ہے کہ واجب حقیقی حقیقت ممکنات کا عین ہونا

اور ممکنات کی ذاتیں حق کی ذات کے عین ہونا۔ محققات اور محالات سے ہیں اور یہ ایسا ہو گا کہ کوئی یہہ کہے کہ قرص (دائرہ) آفتاب قرصِ آفتاب کا عین ہوتا ہے۔ اور قرصِ آفتاب عین قرصِ آفتاب ہو جاتا ہے۔ پس یہ خیال فاسد اور گمانِ غلط ہے

لَا تِلْكَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اثْنَانِ وَالنُّوْرُ فِيهِمَا وَاحِدٌ حَقِيقٌ كَهَيْئَةِ الشَّمْسِ أَوْ قَمَرٍ وَهِيَ أَوْ لَوْ لَرَأَى اِثْنَانِ فِي وَاحِدٍ هِيَ لَيْسَ فَيُفْهَمُ كَرِهٍ۔

اور جانئے کہ فرمایا شیخ حمی الدین علی بن عربی قدس سرہ نے قوطاتِ کتبہ کے آٹھویں باب میں وَصَفَ الْحَقَّ خَلْقَ وَالْخَلْقَ حَقَّ اِنْتَهَى دَذَالِكَ لَا تِلْكَ الْاِطْلَاقُ الْحَقِيقِيُّ ذَاتِي لِلْحَقِّ فَلَا تَقْيِدُهُ الْكُلُوْبُ بظُهُورِ تَعْيِنَاتِهَا فِي تَجْلِيَةِ الْوُجُوْدِ مُسَبِّطٌ عَلَيْهَا وَالْمَخْلُقُ مُقَيَّدٌ وَالْمَقْيِدُ ذَاتِي لَهُ لَا تِلْكَ الْخَلْقُ عِبَارَةٌ عَنْ تَعْيِينِ خَاصٍّ فِي الْوُجُوْدِ الْمُنْبِأِ اقْتِدَاءَ مَا هِيَ الثَّانِيَةُ فَلَوْ اَرْتَفَعَ الْقَيْدُ لَوَيْكُنْ خَلْفًا فَلَا بَصَحَ۔ اِنْ يُقَالُ الْخَلْقُ عَيْنُ الْخَلْقِ عَيْنُ الْحَقِّ لَا تِلْكَ الْمَقْيِدُ الَّذِي يَكُونُ التَّعْبِيدُ ذَاتًا لَهُ لَا يَكُونُ عَيْنُ الْمَطْلُوقِ الَّذِي يَكُونُ الْاِطْلَاقُ ذَاتًا لَهُ بِخِلَافِ اِنْ يُقَالُ لِحَقِّ عَيْنِ الْخَلْقِ بِاِسْمِهِ صَحِيحٌ كَانِ الْمَطْلُوقُ الْحَقِيقِيُّ لَا تَقْيِدُهُ اِلَّا

أكون قجليه له ^{مقتدا} لدنيا في التنزيه يله يكيس كمثل شئ نقل
 من عين مطلع الوجود في تحقيق التنزيه في وجد لا
 الوجود للشيخ ابراهيم ابن حسن الكروي اعلم ان
 حقيقة تعالى مخالفة لسائر الحقائق والذالك ما اني
 ان تنظر الى صفات للعلق كلها وتنزه الحق تعالى
 عنها من حيث الكشف فنقول مثلاً من شات
 الخلق جهل من ذور هو فليس الحق تعالى بجهل
 بل هو عالم بكل شئ ومن شات الخلق العجز
 والجهلة فليس الحق تعالى يعاقر عن انفا وقوع
 شئ فمن ارادة بل هو قادر ولا في جهلة
 ولا في جسم وهكذا ان لا يصح في جانب الحق تعالى
 لموق بشيه يتلفه ابد الا في شخص ولا في نوع ولا في
 حيث نقل من عين جواهر المواقيت للشيخ
 عبد الوهاب الشعراي في علم العقائد من
 العبث المراهج في وجوب اعتقاد ان حقيقة تعالى
 مخالفة للسائر الحقائق وانها ليست بعلمومة
 في الدنيا الاخر -

کلمہ اعتبار وجود

کہتا ہے شیخ ما ان افاق اور جامع ان اوراق کا کمال الدین کان اللہ امین کا سوال

سوال - اگر پوچھے کہ حضرت جامی قدس سرہ لوائج (لوائح جامی) میں فرمائے ہیں کہ ہر شی کی حقیقت تعین وجود کا ہے باوجود تعین خواہ مرتبہ علم میں یا مرتبہ عین میں کیا معنی رکھتا ہے؟

جواب - جان لو کہ ہر شی کی حقیقت دو سبب رکھتی ہے ایک وجود کی حقیقت کا انداز نہ دوسرا اس کے عدم ذاتی کا اعتبار (جس کو عدم اضافی اور عدم امکانی کہتے ہیں) پس ہر شی کی حقیقت وجود کی حیثیت کے اعتبار سے تعین وجود باوجود تعین ہووے جان لو کہ تعین وجود شیخ علاؤ الدولہ سنحانی قدس سرہ کے مذہب کی بناء پر کیا گیا ہے چونکہ ان کے نزدیک وجود علم مغاضی جو وجود کمالات سے مراد ہے اور نفس رحمانی اشارہ اس سے ہے صفات اللہ سے ایک صفت ہے۔ نہ ذات اللہ گویا کہ تعین صفت متعین ہے نہ اس کی ذات لیکن مفہوم کے اعتبار سے اگر صیغہ موصوف ہے مگر وجود کے اعتبار سے عین موصوف ہووے پس مقصود حاصل ہوا اور وجود متعین حضرت شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ

کے مذہب کی بناء پر جو فرمائے ہیں یہہ کمران کے نزدیک وجود عام
مفاسی وہی ذات حق ہے تعین کے ساتھ متعین نہ صفات
اللہ سے کوئی صفت۔ یہ حال ہر شئی کی حقیقت کو تعین وجود
یا وجود مستحین کہا گیا نہ حقیقت حق کو جو ان میں جیسا ہی
(تحقیق وہ جیسی کہ ہے) یعنی بالذات لا تعین اور
نقط وجود اور ہستی بحث ہے۔ پس اگر کوئی شخص حقیقت
حق سبحانہ تعالیٰ کو تعین وجود یا وجود تعین جانے اس کی تنہائی
و تنزیہ اس کا اطلاق ذاتی کا انکار کیا ہوا ہو تو تعالیٰ
عن ذالک علواً کہیا۔ بلند و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس
سے اور اعلیٰ و اکبر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تعین وجود یا وجود
متعین ہر شئی کی حقیقت ہوئے نہ حقیقت حق سبحانہ کی لیکن
اس قدر جانتا چاہئے کہ وہ وجود متعین مذکور عین ذات لا تعین
اور ہستی مطلق اور نقط وجود خاص ہوئے جو حق سبحانہ کی حقیقت
ہے نہ اس کے بغیر کی۔ اثبات وحدت الوجود جو صوفیہ صافیہ
علیہم الرضوان والتحیۃ اس پر معتقد ہیں کسی وجہ سے فرق
نہ پائے۔ پس فہم وغور کریں۔ البتہ اس میں فائدہ حلیہ ہے۔

کلمہ بیانِ قدر

فی القدر دوسرے القدر دوسرے القدر راجحاً
 بیانِ قدر کے اور ہر قدر کے منحصر آ جانے کہ کلامِ محققات علیہم الرحمہ
 والرضوان کے اقتضائے مطلب سے یہہر بیچ بدان (مصنفہ)
 پر ایسا پایا جاتا ہے کہ بندوں کے افعال (کفر و اسلام اور طاعت اور
 عصیان سے اور مثل اس کے) ان کے اختیار کے تابع ہیں۔ ان کا اختیار
 تقدیرِ ازلی کے تابعِ رُحمن سے مقرر کی ہوئی اور تقدیرِ ازلی علمِ قدیم
 دالّی ظاہر و باطن کے تابع۔ اور علمِ قدیم حقائق و اعیان کے تابع۔
 اور اعیان و حقائق حضرت سبحانہ کے شیون ذاتی کے تابع۔ اور
 شیون وجودِ محض کے تابع جو نہیں ہے کوئی مرتبہ اس کے ماسوی پس
 اس کو سمجھ لو اور جان لو۔ شرح الفقہ الاکبر میں فرمایا صغائر
 باری تین قسم پر ہے۔

(ایک حقیقتِ محضہ۔ دوم حقیقتہ اضافیہ۔ سوم اضافیہ

محضہ)۔

پہلی حقیقتِ محضہ۔ وہ ایسے صفات ہیں کہ غیر سے تعلق نہیں
 رکھتے ہیں جیسا کہ حیات اور وجود و قدم و وحدت و غنا و استغنت
 و لقا اور مثل اس کے۔

دوسری حقیقت اضافیہ = کہ اس کو تعلق غیر کے ساتھ ہے
 جیسا کہ علم۔ قدرت دارادت و سمع و ولہر وغیرہ صفات ذاتیہ ہے۔
 تیسری اضافیہ محضہ۔ وہ صفات ہیں جو خارج میں وجود نہیں
 رکھتے ہیں اور وجود ان کا موقوف ہے اثبات عقل پر پس نہیں ہے
 ان صفات کو مگر وجود ذہنی جیسا کہ محبت۔ قلبیت۔ و بعدیت
 و قرب و اعاطت اور مثل اس کے اور یہ حادث ہیں اور مصنف کے
 قول سے مراد کہ لا بقوم بذاتہ۔ حادث ہے یعنی بالذات قائم نہیں
 ہیں حادث ہیں۔ یہ کہ صفات حقیقہ محضہ و حقیقہ اضافیہ سے
 الہ کے تعلقات ذات باری تعالیٰ سے نہیں ہیں پس تعلقات کے
 حادث ہونے میں کوئی ضرر نہیں ہے اگر ایک بھی ان اقسام صفات
 سے حادث ہوں لازم ہوگا کہ ذات باری بھی مقام حوادث میں رہے
 اس لئے کہ یہ قائم ذات الہی سے ہیں اور محل حوادث بھی حادث ہو
 پس لازم ہوا حدوث باری بہ خلاف قسم سوم کے۔ قسم دوم کے
 صفات و تعلقات جو کہ یہ قائم بذات نہیں ہیں۔ پس ان کے حادث
 (یعنی حادث ہونے) میں کوئی خلل نہیں ہے۔

کمالات صفات

اس قاصر ذات کے خاطر میں گزرتا ہے کہ معنی دلائل بقوم حیدر اتنے
 حادث محققہ اکبر کے عقیدہ کا مستحق ہے وہ بیہرہ ہے کہ جو کچھ صفات
 و کمالات حقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کی ہیں ازل سے ثابت ہیں یعنی
 اس کے صفات قدیم ہیں اور باقی جیسے کہ (جو بالذات قائم نہیں
 وہ حادث ہے)

ذات حقیقتہ محضہ ہوئے مثل وجوب و حیات و وحدت
 و انیت و قدم و بقا و غنا اور مثل اس کے خواہ حقیقتہ اضافیہ جیسا
 کہ علم و ارادہ۔ قدرت اور مانند اس کے یا صفات افغانی کہ جیسے
 خالقیت و ارزقیت و احیاء و امانت و عقاربیت و تساربت اور
 مثل اس کے بلکہ اغیاء ثابتہ و صومر علمیہ (علمی صورتیں) جو ممکنات
 کی ذاتیں اور مہمیات ہیں۔ تالیح و لزوم و قابلیت اور اپنی استعدادیت
 کے ساتھ مضمیہ غیب میں جو کہ احدیت، وحدیت۔ و احدیت
 مراد ہیں۔ ہر چیز وہ حدود و تغیر فنا و زوال و نقصان بالذات
 رکھتے ہیں۔ لیکن نظر عالم پر جو ذات حق ہے ان کی معلومیت میں
 خصوصاً حق تعالیٰ کو جو مرتبہ و احدیت میں ثابت ہے قدیم اور ازلی
 بے جعل و باعل (بنانے والی کی بناوٹ کے بغیر) ہیں ورنہ ذات
 باری تعالیٰ حوادث کے مقام ہونا (یعنی حادث ہونا) لازم آئے گا

تعالیٰ احلہ من ذالک علواً کبیراً ملیند و برتر ہے
 اللہ تعالیٰ اس سے غالب اور بزرگ۔ لیکن وجود خارجی کی نسبت سے
 (یعنی صالح یکتا کی صفت) بے ہمتا قدیر کی قدرت سے اپنے احکام
 و آثار کے ساتھ خارج میں وجود کی کہہ میں مخلوق اور محمول (بنی
 ہوئی) اور حادث ہیں۔

تو گو عالم قدم حُستی بے فعل چناں بود
 تو اگر عالم قدم تلاش کرے ایسا ہوئے
 وگرنہ حادث بیاوردی بہاں بود
 اور اگر حادث کو نکال تو ہی ہے

پس عالم مرتبہ غیب میں قدیم ہے اور مرتبہ شہادت میں حادث ہے
 نفی آل یک چیز و اعاش دو است
 کسی ایک چیز کی نفی اور اس کا اثبات جائز ہے۔
 چوں جہت شد نسبت دو ناست
 جبکہ جہت مختلف ہوں گا اس کی نسبت پہلو ہے
 فافہم پس فہم کریں اور جانیں۔

اگر تو کہے قدیم اس کو کہتے ہیں جو خارج میں موجود رہ کر ہمیشہ
 رہے میں کہتا ہوں۔ موجودیت اس قدیم کی جو تم نے کہا کس معانی
 پر؟ اگر کہے کہ معنی مستقل موجودیت یعنی خود۔ بخود موجود رہندہ
 خاص اسی کے لئے ہے۔ میں کہتا ہوں سبحانہ اللہ اس معنی کے ساتھ اطلاق

قدیم صفات حق کے بارے میں صادق نہیں آتا ہے۔ پس کیونکر ہو؟ اعیان کے حق میں۔ اس لئے کہ صفات موجود میں ذات کے وجود سے قدیم ہیں ذات کی قدامت سے اور قدیم ہیں قیام ذات سے خود بخود نہیں پس جو کہ خود بہ خود موجود خارج میں ہوگا ہمیشہ رہے ذات حق ہے سبحانہ یعنی اپنے وجود سے موجود ذات حق ہے۔ نہ صفات۔ بلکہ صفات موجود ذاتی وجود سے اور قائم ذات کے قیام سے اور قدیم ذات کی قدامت سے ہیں پس اپنے خیال سے پس قدیم کی تعریف جو تو نے کی ذات پر صادق آوے فقط۔ نہ صفات پر یہ کیا معلومات ہیں؟

اور عقائد میں لکھتے ہیں کہ معنی قدم حق نفی عدم سابق کی نفی کا قدیم ہونے کے معنی عدم سابق کی نفی ہے اس کے وجود پر پس قدیم وہ ہے کہ مسبوق بہ عدم نہ ہوئے۔ یعنی اس کے وجود کے سابق میں عدم نہ ہو۔ اور لبقائے حق تعالیٰ سے مراد عدم لاحق کی نفی اس کے وجود کے لئے مخصوص ہو۔ یعنی ایسا باتی جو عدم سے لاحق نہ ہوئے یعنی عدم لاحق نہ ہوئے خاص اس کے وجود کے لئے پس ذات و صفات حق کو نہ گوارہ تعینات کے ساتھ اور باقی کہنا کفایت کرتا ہے۔

جب کہ قدیم ان معنوں کے ساتھ جو سابق میں تم نے کہا ذات حق کے علاوہ اس کی صفات پر بھی صادق نہیں آتا ہے۔ پس کیونکر اعیان کے لئے؟ کیونکہ جو اعیان ثابت کو قدیم کہے ہیں۔ نسبت سے ہیں کہ بعض اعیان عارفین ارواح کو قدیم کہے ہیں اس

تخصیص سے کہ خلق اللہ۔ الارواح قبل الاجساد بالف عام کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ارواح کو اجساد سے دو ہزار سال قبل۔ پس معلوم ہو کہ قدم خاص ذات کے لئے نہ قدم صفات پہنچے نہ معلومات۔ پس فہم کریں۔
دومرا یہ کہ اخیان نامیتہ اپنے نفس سے خارج میں وجود نہیں رکھتے نہ یہ کہ حق کی وجود بخشی کے بعد خارج میں موجود نہ ہوئے حاشا ثم حاشا

اعیان عین ناکردہ نزول

اعیان عنیت کی گہرائی سے نازل نہ کئے ہوں

حاشا کہ بود بجعل جعل محمول

پتہ بخدا کب ہو وین نیلے سے بنائے والکینے ہوئے

اعیان کی خارج میں موجودیت کے اثبات میں بہت سے دلائل اور مقولے

بہت تفصیل کے ساتھ اسی رسالہ میں لاول گائشا واللہ تعالیٰ

محبت و احاطت

جانتے کہ محبت و احاطت و قرب اقریت و ہر ایت کی صفت اور فیض حق کے ظہور کو علم ظاہر علم اور قدرت کی حیثیت سے نامیت کرتے ہیں اور صوفیا ذات کی حیثیت سے اس لئے کہ علم اور قدرت حق کی ذاتی صفات سے ہیں۔ کبھی ذات سے منفک (جدا) نہیں ہوتے ہیں۔ اور وجود اور ان کا قیام ذات سے ہے نہ بخود اپنے

آپ) اہل نظر متکلمین سے بھی صفت و موصوف کو ایک وجود سے دو موجود جانتے ہیں یعنی ایک وجود موصوف جو کہ ذات ہے صفات بھی موجود ہیں حاصل یہ ہے کہ وجود صفت موصوف کا ایک ہی سے نہ دو جیسا کہ علماء کے نزدیک وجود عرض و حمل کا ایک ہی ہے۔ اور بعض لوگ صفات کو وجود زائد پر ذات کہے ہیں یہ عقلی اور اعتباری ہے۔ حقیقی اور واقعی نہیں ہے۔ پس محبت حق کے ثبوت میں علم اور قدرت کی حیثیت سے تحقیق محبت اور وہ ذات کی حیثیت سے بھی رتبہ پائی پس فہم کریں۔

کلمہ صفات حق سبحانہ تعالیٰ

جانئے کہ ذات حق سبحانہ تعالیٰ ہستی مطلق اور وجود محض ہے اس وجود کے کمالات کو صفات نام رکھتے ہیں۔ پس کمال اول اس کا یہ ہے کہ وجود کبھی نیست ہونے والا نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہے اور رہنے والا ہے۔ ع

جاذاں هست و بود خواہد بود

یہ ہمیشہ سے ہے اور تھا اور رہیگا

پس اس کے یہ کمال کو یعنی نیست نہیں ہونا اور ہمیشہ هست رہنا۔

اس وجود کو صفتِ حیات اور لقا کہتے ہیں۔

اس کا دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ خود اپنے کو اور اپنے تمام کمالات کو اور اپنے ماسوا کے ذات و صفات کو بھی ہمیشہ جانتا ہے۔ اس کمال کو صفتِ علم کہتے ہیں دوسرا کمال یہ ہے کہ

دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ وجود چاہتا ہے کہ اپنے کو اور اپنے تمام کمالات کو ہمیشہ ظہور میں لائے اس کمال کو صفتِ ارادت کہتے ہیں۔ بعض محققین ارادت کے معنی تجلّی ذاتِ معدوم کے ایجاد کے لئے فرماتے ہیں۔

ایمانِ ثانیہ کے وجود کو ان کے عدم پر ترجیح دینا ہے۔ دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ وجود کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور وہ جو نہیں چاہتا نہیں کرتا یہ کر کے۔ اور جو کچھ چاہتا ہے کر کے کہ جو کچھ نہیں چاہتا ہے نہیں کر سکتا ہے اور اپنے خلاف کے لئے (یعنی مخالفین) یہ معنی غم کے ملنزم (یعنی غیر لازم آئے) ہووے تعالیٰ اللہ عن ذالک (اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے) اور اس کمال مذکور کو صفتِ قدرت جانتے ہیں۔

اگر تو کہے کہ لفظ ناخو رستی (نہیں چاہتا) سے جو تم نے کہا جبر و اضطرار مفہوم ہو رہا ہے وہ صفت تو نقصان کی ہے تا صفت کمال کی پس کیونکر جائز ہووے۔ ۹
میں کہتا ہوں خواستنا و ناخواستنا (چاہتا نہیں چاہتا) سے ہماری

مراد یہ ہے کہ اس کی مثال۔ مثلاً زید کے لئے وجود چاہتا ہے اور عمر کے لئے وجود نہیں چاہتا۔ یعنی عمر کا عدم چاہتا ہے اور عمر کی حیات چاہتا ہے اور خالد کے لئے محیات نہیں چاہتا یعنی خالد کی موت چاہتا ہے۔ ایسا ہی جس کے کوئی انتہا نہیں ہے۔ پس یہ خواستن و ناخواستن جو ذکر پایا یہ مرد اختیار و ارادت کے معنی کی تحقیق پائے۔ نہ جبر و اضطرار کے تعالیٰ احلہ عن ذالک اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے۔ پس قوت اور قدرت یعنی تو الاستن و کبر دن (کر سکتا اور کرنا) جو کچھ چاہتا ہے اور نہیں چاہتا ہے صفت قدرت ہووے۔

دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ وجود اپنے کو اور اپنے تنوعات ظہورات داخل و خارجی (اپنے داخلی و خارجی ظہورات کے اقسام) کو یعنی اپنے اسماء و ذات و صفات کے مظاہر و محال (جائے ظہور و جائے جلوہ) کو ہمیشہ دیکھتا ہے۔ اس کمال کو صفت بصر کہتے ہیں۔ دوسرا کمال وہ ہے کہ وہ وجود اپنے اسماء و ذات و صفات کے مظاہر کو امر سے ظاہر کرتا ہے امر سے "انما امر اذا امراد اخلہ شیئاً ان یقولوا لا لہ کن فیکون۔"

ترجمہ :- جزیں ثبیت کہ اس کا جب ارادہ کیا اللہ تعالیٰ کسی شے کا یہ کہ کہتا ہے اس کو ہو پس ہو جاتا ہے۔ اس کمال کو صفت کمال کہتے ہیں۔

۱۔ عدم گفت نکتہ ہائے شکر و
عدم کے لئے کہا عجیب و ذی انکاس

حق تعالیٰ جو بے عبارت و حرف
حق تعالیٰ نے جب بے عبارت اور حرف

عدم آمدنِ ذوقِ آلِ سخنان بقضائے وجودِ رقصِ کنان
 عدم اس کلام کے ذوق سے وجود کی فضا میں رقص کرتا ہوا آیا
 بعض تحقیقین فرماتے ہیں۔ کلام کے معنی اطلاق دینا ہووے کسی کو اپنے معلومات
 پر باری تعالیٰ ابھی اسی وجہ سے تکلم ہے۔ اس واسطے کہ تمام چیزیں اس
 باری تعالیٰ کے معلوم ہیں۔ اس پر اطلاق دے سکے۔ فرمایا عین التفتاح
 قدس سرہ نے بعض فارسی رسالوں میں خدائے تعالیٰ کا ال ذات
 و ختم صفات ہے۔

اسی کا کلام آلہ و مادہ و حلق و لب اور سے جو مختلف حروف کی تخریج
 میں مستعنی ہے اور ہمارے لئے کوئی مقصد ہو تو ہم چاہتے ہیں کسی کو معلوم
 کرایں۔ زبان و حروف آواز کے محتاج ہوتے ہیں۔ تاکہ اپنے مقصد کو اس
 خیم میں پہنچائیں۔ اور حق تعالیٰ کو ان سب سے حاجت نہیں ہے جب
 کہ جو علم جس کو چاہے حروف و اصوات کے بغیر اس میں حاضر کرے۔ جیسے
 کتب فی قلوبہم الا یات۔ و علمہا القلوب۔
 الرحمن علم القرات الی آخر کا جو کچھ علم ازلی سے ہے
 ہرگز انتہا کو علم ازلی میں دخل نہیں ہے لہذا کان الیہ مداداً
 الکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات
 ربی و لو جامعہ مدوا الخ

دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ وجود اپنا کلام اور اپنے مخلوقات کے
 کلام کو سن رہے ہمیشہ خواہ غیب میں خواہ شہادت میں۔ اس کمال کو

صفت سماع نام رکھتے ہیں۔ قطعہ

قطعہ حال ہر ممکنہ بکتم عدم
بند و داندوز زبیش کم
گوشہ علم کے ہر ممکن کا حال
بغیر کم و بیشی کے دیکھے اور جانے

وز سوال و طلب ہر آنچه رود
بزبانں یگان یگان شود
اور سوال مطلب سے جو کچھ بھی جاوے
ہر ایک زبان سے فرداً فرداً سنے
حاصل اس باب کا یہ ہے کہ مبصرات کا ادراک (دریافت) اس کی
صفت بصیر سے اور مشروعات کے ادراک کو اس کی صفت سمع سمجھے
ہر ایک از وصف سمع و وصف بصیر
صفت سمع اور صفت بصیر سے ہر ایک
حق کے مکتوبات ظاہر کرنے کو اس کے کلام کی صفت کہیں
بیت حق تعالیٰ حقائق و اسرار
حق تعالیٰ اپنے حقائق و اسرار
صفت را کہ ہمت مبداء آل
جو مبداء ہے اس صفت کا
یہ مذکورہ شیخ صفات (سات صفات کو امہات کہتے ہیں اور

یہہ کمال ہر اک وجود میں حقیقی وجود کا عین ہے اور مرتبہ علم میں ہر کمال وجود یعنی وجود علمی سے تمیز پاتا ہے۔

دوسرا جاں لیں کہ۔ عقائد شریعہ میں لکھتے ہیں۔ صفات
 ماعین ذات ہیں اور نہ غیر ذات اس سے زیادہ کچھ لکھتے نہیں ہیں۔
 ہمہ بالکین از شریویری از شستیں ہمہ با ذات او نہ غیر نہ عین
 نام برائوں سے پاک اور ہر غیب سے بری تمام اس کی ذات کے ساتھ نہ غیر ہیں اور نہ عین
 لیکن صوفیائے کرام تفصیل اور شریح اس بات کی ایسی کرتے ہیں
 کہ صفات ایک وجہ سے عین ذات ہیں۔ اور ایک وجہ سے غیر ذات
 یعنی عین ذات حق ہیں وجود کی حیثیت سے اور اس کی ذات
 نے غیر ہیں مطابق عقل کے اس واسطے کہ صفات کو فقط عین ذات
 جاتا لقی صفات کی طرف کشش پائے۔ وہ باعث تھیل ہے۔ اس بنا پر
 بلکہ ذات و صفات کے درمیان تمیز اور فرق سات وجہ سے تصور
 لیا گیا ہے۔

وجہ اول یہہ کہ۔ تقدم ذات کو ہووے (ذات مقدم ہے) اور
 ماخیر صفات کو (یعنی صفات موخر ہیں) یعنی اول ذات اس کے
 بعد صفات کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ نہ اس کے برعکس اور یہ تقدم و ماخیر ترتیبی
 ہے۔ (یعنی مرتبہ کے لحاظ سے) نہ زمانی (زمانہ کے لحاظ سے نہیں)
 وجہ دوم۔ یہ کہ ذات قائم بخود ہے اور صفات قائم بذات یعنی
 صفات کا قیام ذات سے ہووے نہ اس کے برعکس۔

وجہ سوم۔ یہ کہ صفات میں تعدد ہووے۔ یعنی صفات کے مفہوم کے لئے تعدد ہووے (ذات کے مفہوم میں نہیں)۔

وجہ چہارم۔ یہ کہ ذات کو ایتھ ہووے اور صفات کو نہیں یعنی ہر صفت واسم میں جو انانکی وہ ذات ہے۔ صفت نہیں۔

وجہ پنجم۔ یہ کہ ذات ہمیشہ ایک حال پر ہے۔

ہر چند دل نہاں و عیاں نیست غیر او

ہر چند نہاں اور عیاں میں نہیں ہے ال کے سوا

فی حد ذاتہ نہ نہاں است نہ عیاں

اس کی ذات کی حد میں نہ نہاں ہے اور نہ عیاں اور صفات کبھی مخفی اور کبھی ظاہر جیسے کہ محققین فرماتے ہیں مراتب مست کے بیان میں پس ظہور کی صفت کے اعتبار سے ذات کو ظاہر کہتے ہیں۔ اور باطن کی صفت کی حیثیت سے باطن۔ پس فہم کریں۔

وجہ ششم یہ کہ ذات موجود وجودی ہے۔ اور صفات موجود ذہنی ہے۔

وجہ ہفتم۔ یہ کہ ذات کو اجال و تفصیل نہیں۔ اور صفات کو اجال ہے۔

پس ان سات وجوہات مذکورہ پر نظر کریں تو صفات غیر ذات ہیں اور اگر عین ذات کہیں فقط نفی ثبات لازم آئے۔ اور وہ تقطیل

یہہ کمال ہر اک وجود میں حقیقی وجود کا عین ہے اور مرتبہ علم میں ہر کمال وجود یعنی وجود علمی سے تمیز پاتا ہے۔

دوسرا جاں لیں کہ۔ عقائد شریعہ میں لکھتے ہیں صفات
 ماعین ذات ہیں اور نہ غیر ذات اس سے زیادہ کچھ لکھتے نہیں ہیں ۵
 ہمہ پاکیز از شر ویری از شستیں ہمہ با ذات اور نہ غیر نہ عین
 تمام برائوں سے پاک اور ہر خبیث سے بری تمام اس کی ذات کے ساتھ نہ غیر ہیں اور نہ عین
 لیکن صوفیائے کرام تفصیل اور شرح اس بات کی ایسی کرتے ہیں
 کہ صفات ایک وجہ سے عین ذات ہیں۔ اور ایک وجہ سے غیر ذات
 یعنی عین ذات حق ہیں وجود کی حیثیت سے اور اس کی ذات
 کے غیر ہیں مطابق عقل کے اس واسطے کہ صفات کو فقط عین ذات
 جانتا نفی صفات کی طرف کشش پائے۔ وہ باعث تھیل ہے۔ اس بناء
 پر کہ ذات و صفات کے درمیان تمیز اور فرق سات وجہ سے تصور
 کیا گیا ہے۔

وجہ اول یہ کہ۔ تقدم ذات کو ہووے (ذات مقدم ہے) اور
 تاخیر صفات کو (یعنی صفات موخر ہیں) یعنی اول ذات اس کے
 بعد صفات کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ نہ اس کے برعکس اور یہ تقدم و تاخیر رتبی
 ہے۔ (یعنی مرتبہ کے لحاظ سے) نہ زمانی (زمانہ کے لحاظ سے نہیں)
 وجہ دوم۔ یہ کہ ذات قائم بخود ہے اور صفات قائم بذات یعنی
 صفات کا قیام ذات سے ہووے نہ اس کے برعکس۔

وجہ سوم۔ یہ کہ صفات میں تعدد ہووے یعنی صفات کے مفہوم کے لئے تعدد ہووے) ذات کے مفہوم میں نہیں۔

وجہ چہارم۔ یہ کہ ذات کو اہیت ہووے اور صفات کو نہیں یعنی ہر صفت واسم میں جو اتانگی وہ ذات ہے۔ صفت نہیں۔
وجہ پنجم۔ یہ کہ ذات ہمیشہ ایک حال پر رہے۔

ہر چند نہاں و عیاں نیست غیر او
ہر چند نہاں اور عیاں میں نہیں ہے آل کے سوا

فی حد ذاتہ نہ نہاں است نہ عیاں
اس کی ذات کی حد میں نہ نہاں ہے اور نہ عیاں
اور صفات کبھی مخفی اور کبھی ظاہر جیسے کہ محققین فرماتے ہیں
مراتب ستہ کے بیان میں پس ظہور کی صفت کے اعتبار سے ذات
کو ظاہر کہتے ہیں۔ اور باطن کی صفت کی حیثیت سے باطن۔ پس
فہم کریں۔

وجہ ششم یہ کہ ذات موجود و وجودی ہے۔ اور صفات موجود
ذہنی ہے۔

وجہ ہفتم۔ یہ کہ ذات کو اجمال و تفصیل نہیں۔ اور صفات
کو اجمال ہے۔

پس ان سات وجوہات مذکورہ پر نظر کریں تو صفات غیر ذات
میں اور اگر عین ذات کہیں فقط نفی ثبات لازم آئے۔ اور وہ تقطیل

ہونے کی خبر دیتی ہے اس کے صفات اس سے پاک ہیں۔

اور دوسرا یہ جان لیں کہ اگر صفات کو غیر ذات (یعنی ذات کا غیر) جانیں فقط وہ واحد تعالیٰ کی ذات میں تشریک لازم آئے تعالیٰ اللہ عن ذالک۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے بلکہ اولیٰ وہ ہے کہ ذات و صفات کو دو موجود ایک وجود سے کہیں یعنی ذات خود بخود موجود ہے اور صفات موجود ذات کے وجود سے کہہنا عند المتکلمین اور ایسا ہی متکلمین کے نزدیک ہے جیسا کہ حکماء کے نزدیک یہی عرض و محل دو موجود ہیں ایک وجود محل سے پس وجود کی حیثیت سے صفات کی عینیت و ذات تعالیٰ سے ثابت و محقق ہوئی۔

حال المولوح صاحبی قدس سرہ۔ فرمایا مولوی صاحبی قدس سرہ نے اپنی سوانح میں۔

صفات غیر ذات ہیں مقبول و حتم کی حیثیت سے۔ اور صفات ذات ہیں وجود کی حیثیت سے اور تحقیق اور حصول ہے انتہاء یعنی کاملین جیسے کہ محمد الف ثانی قدس سرہ صفات کو وجود زاید بر ذات فرمائے ہیں۔ یہ عقلی اور اعتباری ہے نہ نفس لامری اور حقیقی فہم کریں۔ اور کتاب عین المعانی میں فی شرح اسمائے ربانی میں لکھتے ہیں کہ صفات حق سبحانہ تعالیٰ متکلمین کے نزدیک نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ اور حکماء کے نزدیک عین ذات

ہیں۔ اور اہل تصوف کے نزدیک اس اعتبار پر کہ عقل اس کی مدد
 ہے۔ (مدد دریافت طلب) غیر ذات ہے جو یکہ وہ حاکم ہے تمیز
 کرنے پر ذات کے درمیان جو مراد ہے وجود مطلق سے اور درمیان صفات
 کے جو متعدد نسبتیں ہیں واقعی اعتبار اور نفس الامری میں ایک دوسرے
 کے عین ہیں۔ چونکہ صفت جو مراد تجلی وجود مطلق سے ہے مرتبہ
 ظہور میں تجلی خاص جو زاید بذات اس کے نہیں بلکہ اس کی عین ذات
 ہے۔ مثلاً عالم ذاتی ہے علم کی صفت کے اعتبار سے اور قادر ذاتی ہے
 صفت قدرت کے اعتبار سے اور شک نہیں ہے۔ چنانچہ ذات و صفات
 اپنے درمیان ایک دوسرے کے غیر ہیں اور عین۔ ایسے ہی صفات اور
 اسماء اپنے درمیان بھی مفہوم و مظاہر کے انداز سے متغائر ہیں تغائر
 کلی کے ساتھ اور عین میں یہ غیب اصلی اتہا قالی الملتکلمون
 الصفات علی قلشد اقسام حقیقتہ محضہ کالسواد
 والبیاض والوجوب والخیوۃ وحقیقت ذات اضافہ
 کالموجودات و اضافہ محضہ کالمعلیہ والقیلہ و
 فی اعدادها اذ الصفات بحوذ فی العو ثالث
 مطلقاً اتھلی

دوسرا جانے کہ تعریف صفات ذاتی کی اوپر تحریر ہوئی۔ اور
 صفات افعالی۔ اور حقائق الہی اور اسماء کلی الہی اور مرتبہ وجوب
 اشیاء ان صفات کو کہتے ہیں کہ فعالی کے یعنی کسنگی (کرنے کی صفت)

اور تاثیر اس میں ملے ہوئی ہے اور ان کا ظہور موقوف ہے۔ اپنے مظاہر
 پر جیسا کہ خالقیت اور رزقیت اور احیاء و امانت اور غفاریت
 اور تباریت و تہاریت وغیرہ۔ اور صفاتِ انفعالی۔ اور حقائق
 کیانی اور اسمائے کوئی اور مرتبہ ممکنہ اعیانِ ثابۃ و صورِ علمیہ
 مہیاتِ ممکنات اور ذاتِ مخلوقات کو کہتے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے علم
 قدیم کے مرتبہ میں جو واحد نہیں ہے۔ یہ سب شانِ انفعالی و تاثیر یعنی
 اثر قبول کرنے کی شان رکھتے ہیں جیسے کہ صفت معلومیہ اور مقدوریہ
 اور شانِ مخلوقیہ و مرزوقیہ و مخفوریہ مستوریہ و مقہوریہ۔ اور لوگ
 زندہ ہونا وغیرہ یہ تمام مکررات کو عالمِ غیب میں۔ شیوات ذاتیہ نام
 رکھتے ہیں۔ اور جامِ جہاں نما میں کلی و اجمالی اعتبار سے صفات
 انفعالی و اسماء اور حقائق الہی کو اٹھائیں قرار دیئے ہیں۔ اگرچہ
 ہر ترتیب تفصیل اور ان کی کثرت لا تعداد و لا محدود ہے وہی ہذا

وہ جہہ ہیں الریۃ الجامع اللطیف الفتوح
 المذک الرزاق الحنیز المہیت الحی المحی القا یض
 المستن المحصی المصور النور القاہم العلیم المظاہر
 المقتدر المعنی الشکور المحیط۔ الحکیم المظاہر
 الباطن الآخر الباعث البدیع۔ و صفاتِ انفعالی و اعلیٰ
 حقائق کو جو اعیانِ ثابۃ میں منظرِ حقیقت سے اسمائے کلی الہی
 کلیۃ اجمالی اعتبار سے بھی اٹھائیں مقرر کئے ہیں اگرچہ مراتب اور

ان کی کثرت اور تفصیل ان کی خط و احاطہ سے باہر اور قیاس و شمار سے
 بڑھ کر ہیں وہی بڑا وہ یہ بھی ہیں۔ غفل کل^{۱۸}، نفس کل^{۱۹}۔ صحت کل^{۲۰}
 جوہر۔ تسکلی کل^{۲۱}۔ عرش۔ کرسی۔ فلک البروزی۔ فلک منازل
 فلک زحل^{۲۲}، فلک مشتری^{۲۳}، فلک مریخ^{۲۴}، فلک خمس^{۲۵}، فلک
 زہرہ^{۲۶}، فلک عطارد^{۲۷}، فلک قمر^{۲۸}، کرۃ آتش^{۲۹}، کرۃ ہوا^{۳۰}
 کرۃ آب^{۳۱}، کرۃ خاک^{۳۲}۔ مرتبہ جماد۔ مرتبہ غایت^{۳۳}، مرتبہ حیوان^{۳۴}
 مرتبہ ملک۔ مرتبہ من۔ مرتبہ انسان۔ مرتبہ انسان کامل

دوسرا جگہ کہ شرح گلشن زرد میں مظاہر و حجابی صفات
 النفعالی یعنی احکام آثار اعیان ثابتہ کو جو عالم شہادت میں قدرت
 کاملہ اور صفت شاملہ سے حق سبحانہ تعالیٰ کے وجود خارجی پائے
 ہیں۔ کلیتہً داجالی حیثیت سے چالیس مرتبہ وارد ہوئے جیسا کہ
 اس دو بیت کی شرح میں فرمائے ہیں۔

احمد در رحم احمد گشت ظاہر دریں دور آمد اول عین آخر
 احد اسم ذات ہے اسماء و صفات کے تعداد کی نفی کے اعتبار
 سے اور نسبت تعینات کی میم احمد میں صلی اللہ علیہ وسلم جو تعین
 محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ چونکہ امتیاز احمد کا احد سے بے میم کے
 ساتھ ہے جو مراد تعین اول سے یعنی نور محمدی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام
 جس کو عقل کل اور قلم اعلیٰ بھی اس کو کہتے ہیں۔

گتہ ظاہر سے مراد احد کا مظہر حقیقی احد ہے علیہ السلام اور

باقی مراتب موجودات کے حقیقت محمدی کے مظہر میں۔ اسی معنی پر ہے جو عارفین فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کو عیباً کہ موجودات میں سہرائیت ہے، انسانِ کامل کو بھی چاہئے کہ موجودات کے تمام مراتب میں سہرائیت ہووے۔ کیونکہ کامل وہ شخص ہے جو اپنی خودی سے فانی اور حق کی بقا سے باقی رہا ہو۔ بائیم احمد اشارہ ہے موجودات کے دائرہ سے جو کہ حقیقت محمدی کے مظاہر میں الصلوٰۃ والسلام ۵

دریں دور آمد اول عین آخر

یعنی دائرہ موجودات میں جو مذکور ہوا، اول جو عقل کل ہے اس کا عین آخر کہ انسان ہے ہوا۔ یعنی عقل کل کی حیثیت انسانِ کامل کی صورت میں تمام ہوئی۔ اور مظہر و ظاہر ایک ہوا اور نقطہ آخر اول سے متصل ہوا (مل گیا) اور تمام کمال انسانِ کامل کے نمود میں واصل ہو کر ظہور میں آیا ۵

ہائے کہ درد کو کن راجات منم آل نظر کہ صد ہزار دریاست منم
حرفے کہ بسر کہنہ او گر برسی دروی ہمہ کتاب پیدا است منم
اوجیب دعوت نبوت انبیاء علیہم السلام کا راستہ حضرت محمدی
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک سے ختم پایا فرماتے ہیں
اور جیب دعوت نبوت انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک
سے ختم پایا فرماتے ہیں ۵

ہذا احمد تا احد یک میم فرق است
احمد سے احمد تک ایک میم کا فرق ہے
جہاں اندر ان ایک میم غرق است
ایک جہاں اس ایک میم میں غرق ہے
موجودات اگر چہ ضروری ہوتے ہیں انحصار میں ہیں
رق میم عدد میں چالیس ہیں احد مراتب

پس کلی رُوسے بھی چالیس ہیں۔ اور مجموعہ یہ چالیس مراتبہ کلی
کامجلی اور منظر حمزہ میں جو تعین اول اور عقل کل ہے۔ اور آنحضرت
حقیقت کی حیثیت سے ظاہر اور تمام پر بھی انداز ہے اور میم احمد کو اسی
بنیاد پر درجے میں کہ تمام مراتب کو نبیہ حقیقت حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے اجزائے تمام ظاہر کے باطن میں آنحضرت ہیں جن سے ظہور پکے۔
اور چالیس مراتب یہ ہیں۔

عقل کل جس کو روح اعظم اور تعین اول اور ام الکتاب کہتے
ہیں۔ نفس کل۔ کہ لوح محفوظ اور کتاب مبین اور طور کہتے ہیں۔
صیوئی اھیا اور کتاب مسطور اور ورق منشور نام رکھتے ہیں۔
صحبت کلیہ۔ جو افعال اور اسماء و آثار کا امید ہے۔ فلک اطلس
جو کہ بدش ہے کہ سی جو ثوابت کا فلک ہے۔ ساواں فلک۔ چھٹا
فلک۔ پانچواں فلک۔ چوتھا فلک۔ تیسرا فلک۔ دوسرا فلک
پہلا فلک۔ زحل جس کو کیوں اچھی کہتے ہیں۔ مشتری جس کو برجس بھی
کہتے ہیں۔ مریخ جس کو بہرام بھی نام رکھتے ہیں۔ آفتاب جو کہ میر اعظم
ہے۔ نامید جو ہر ہے۔ تیر جو کہ عطارد ہے قمر جو کہ میرا ضر ہے۔ حل۔ نور
جوذا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی۔
دلو۔ حوتہ۔ کمرہ نار۔ کمرہ ہوا۔ کمرہ آب۔ کمرہ خاک۔ جادات۔ نباتات
حیوان۔ انسان یعنی تمام ہونی گلشن راز سے دویت کی شرح جو
ان کے نام محمد و شیری ہیں قدس اللہ سرہ العزیز۔

الدورب

فی الفرق بین الوہیت والربوبیت = الوہیت اور ربوبیت
 بیان فرق کے بیان میں ربوبیت خدائی = اور ربوبیت پرورش
 پالنا۔ اللہ۔ خدا۔ اور رب پروردگار عام کے ۹ اور لفظ اللہ
 ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کے سوا دوسرے پر اس کا اطلاق نہر اور نہیں
 مٹن ورب عام ہے مثلی جسم کے جیسا کہ کہتے ہیں رب المال اور
 بیت اور رسل جیسے۔ اور اصطلاح میں ازل، نحو وغیرہ کے اللہ
 اسم ہے خالص ذات حق کے لئے جو تمام صفات کا اور اسمع و
 ل کا جامع ہووے۔ پس حق سبحانہ کو الوہیت کے مرتبہ کے اعتبار
 یعنی تمام اسماء و صفات کی جامعیت اسم جامع کو اللہ کہتے
 ہیں کہ تعریف میں اسم جامع اللہ کے لکھتے ہیں۔ اللہ و
 علیم بالذات واجب الوجود المتجمع لجميع صفات کمال
 میں یعنی اللہ نام ہے خالص اس کی ذات کے لئے جو خود بخود موجود ہو
 ام صفات کامل کا جامع ہووے۔ اور صوفیا کی اصطلاح میں
 ات حق سبحانہ کو مع صفات حقیقہ محضہ و صفات ذاتیہ
 ات افعالیہ و صفات افعالیہ جو معلومات حق
 ہیات خلق میں تعیناً اور تمیزاً مرتبہ الوہیت کہتے ہیں۔

الوہیت کے معنی اولیٰ اور معنی ثانی کے درمیان اتنا کچھ فرق نہیں ہے
 اور خواجہ بندہ نواز قدس سرہ جو معنی میں اللہ کے فرمائے میں ”اللہ عبارت
 عن الہوہیہ“ (ترجمہ اللہ مراد ہے مرتبہ وحدت و لاہوت سے)
 جیسے کہ اس کی تفصیل تحریر میں آئے گی۔ انا واللہ تعالیٰ۔ اور لیکن مشہور
 معنی اس جامع اللہ کے وہی ہیں جو اس ورق میں مرقوم ہوئے۔ اور
 حضرت شیخ عبدالکریم الجمیلی قدس سرہ نے معنی الوہیت و ربوبیت کے
 رسالہ انان کمال میں ایسے لکھتے ہیں کہ ”الاموصیٰت نقیض
 فناء العالمون عین بقایہ وبقاء العالمون
 عین فناءہ یعنی مرتبہ الوہیت اقتضا کرتا ہے (یہ جانتے)
 فناء عالم کو عین بقائے عالم میں اور نیز جانتے بقائے عالم کو عین فناء
 عالم میں فمن حیث تھئی الالوہیت لیس الا الحق
 وصورۃ الخلق۔ ترجمہ:- پس جہاں تجلی الوہیت کی نہیں ہے
 مگر حق یعنی حق ہی ہے اور صورت خلق کی۔ لیس الوہیت کی تجلی
 کے اعتبار سے نہیں۔ مگر حق اور اس کے ظہور کی صورت خلق۔ و
 لیس الا الخلق ومعناہ الحق (یعنی) اور نہیں ہے
 مگر خلق اور باطنی معنی اس کے حق و ربوبیت القلب لیا العالم بطور
 اسماء الحق و اوصافہ۔ اور ربوبیت طلب کرتی ہے بقائے عالم کو
 ظہور اسمائے حق اور اس کے اوصاف کے سبب سے فمن حیث
 تجلی الربوبیتہ خلق و حق لوجود الخلق و وجود الحق

ترجمہ: پس جہاں تجلی کی رُبوبیت خلق اور حق میں وجود خلق اور وجود حق سے پس مرتبہ رُبوبیت تجلی اور ظہور کے اعتبار سے خارج میں خلق ہے وجود خلق سے اور حق ہے وجود حق سے۔ یہ نقل کیا کتاب انسان کامل سے۔

کلمہ قول و اقوال

ایک کامل جو فرمائے ہیں۔ انا اقل من ربی ستیں میں اپنے پروردگار سے دو سال کمتر ہوں۔ دو سال سے مراد۔ وجوب وجود۔ اور قدس قدم ہوگا یعنی حق سبحانہ تعالیٰ خود بخود موجود ہے اور اپنی موجودیت میں امر ناید کا محتاج نہیں ہے۔ اور اسی معنی سے حق سبحانہ تعالیٰ کو واجب الوجود کہتے ہیں اور غذائی کے معنی بھی یہی ہیں یعنی خود آئندہ (خود آنے والا) یعنی خود بخود موجود ہونے والا۔ حاصل یہ کہ میں جو عبد ہوں بخود موجود نہیں ہوں بلکہ حق کے حقیقی وجود سے موجود ہوں کہ وجود تاقیہ و قیامتاہ یعنی ہمارا وجود اور قیام اسی سے ہے۔ پس حق سبحانہ کی صفت ذاتیہ واجب الوجود ہے اور حقیقی صفت میری امکان ہے

عین ممکن پیش چشم شہود نیست فی حد ذاتہ موجود
چشم شہود و مشاہدہ کی آنکھ یعنی اہل شہود و اہل کشف کے نزدیک

عین ممکن اپنی ذات کی حیثیت سے موجود نہیں ہے (عین ممکن اپنی ذات سے آپ موجود نہیں ہے) اور اس کا اسم واجب اور میرا نام ممکن اور مرد و سال سے قدم ہر دوے یعنی حق تعالیٰ کی صفت حقیقت قدم ہے اور عبد کی صفت ذاتی حدوث یعنی بنا پیدا ہونا ہے۔

سوال۔ اگر کہے کہ ذات ممکن ذات واجب کی طرح ازل سے اور بے جعل جاعل (بنانے والے کے بنائے بغیر) ہووے اگرچہ عالم شہادت میں حادث ہووے۔

تو کہہ علی قدیم جسمی چنانچہ بود
تو جو علم قدم کہ تلاش کر سہوہ ایسے
دگر حادث ہر آردوی سماں بود
اور اگر حادث کو نکال دے تو وہی رہے

آیتہ کریمہ مَیْرَجَ الْبَحْرِ مِیْنَ یَدِ خَلْقِیَّاتِ -
خلائق کے حقائق قدیم ہونے اور حکمت کی مامیات پر گویا ہے۔
جواب۔ میں کہتا ہوں ہاں اگرچہ ذات واجب تعالیٰ اور ذات ممکن ہر دو عالم غیب میں باہم اور بے جعل جاعل ہیں۔ لیکن تقدیم رتبہ تقدیم کا رتبہ خاص ذات واجب تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور تاخیر رتبہ یعنی تاخیر کا رتبہ خاص ذات ممکن کے لئے ہے اس بناء پر صفت قدیم مخصوص واجب تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے کہ کوئی قدم اس کی ذات کی قدانت کو نہ پہونچے پس اگر انسان کامل کہہ کہ میں دو سال (یعنی دو صفت جو

واجب وجود اور قدس قدم ہووے) حق سبحانہ تعالیٰ سے کمتر ہوں
اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

کلمہ ثبوتِ علم

حق بیان ہذا المیت۔ اس بیت کے بیان میں ۵
چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال کہ من از خدا پیش بودم دو سال
جلئے کہ یہ مشہور بیت سابق میں مذکورہ مقولہ سے زیادہ مشکل
ہووے۔ لیکن مقدور کے موافق اس کم ذہن کے قلب میں جو ہو
گورے ان سطور میں ارقام ہوتا ہے جانتے کہ مرتبہ احدیت (اور
غیب ہوتے متقطع الارشادات و جمہول الحت دلائل حین
اور بطون کا باطن اور مطلق کا مطلق اور غیب الغیب اور
وراء الودا ہے۔ اور تمام نسب اور نسبتوں اور مشالین اور اعتبارات
سے بالاتر اتہ منترہ اور معروضہ مقدس و مبرا ہے نہ کسی گفتگو اور
جستجو (تلاش) کو اس میں گنجائش اور نہ کوئی صاحب کمال یعنی
نہی اور ولی کو اس سے فہم اور فہمائش اور اگرچہ فی نفس الامر دینے
واقیعت میں) انشاد کل ہے لیکن قطع نظر توجہ سے عالم ظہور
اور تنہل معنوی میں اس سے خوشی ہووے لیکن حکمت کی ذاتیں
اور اشیاء کی حقیقتیں مرتبہ وحدت میں جو تعین اول ہے۔ فقط

اندام (دخول) رکھتے ہیں اگرچہ تمیز علمی و عینی حق سے اور اپنے ایک دوسرے سے تحقیق پائی نہ تھی جیسے کہ مولوی حاجی قدس سرہ نے فرمایا ہے۔

بود اخیان جمال بے چند و چون
علم و عینی امتیاز سے محفوظ
عالم کے احوال ممکنات چند و چون تھے
فی بلوح علم شال نفس ثبوت
صفہ علم پر اس کے ثبوت کا کوئی نفس
فی زحیٰ ممتاز و فی از یکدگر
نہ حق سے امتیاز پائے اور ایک دوسرے سے
اسی معنی میں بھی بسلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں۔

بود اخیان یا سمہا صفات
اخیان اسما و صفات کے ساتھ پہلے ہی
وحدت حرف و ہستی سا ذبح
حرف وحدت اور سادہ ہستی
اور مرتبہ واحدیت میں جو تعین ثانی ہے
حقائق الاشیاء لیکن اشیا کی حقیقتیں ثابت ہیں مرتبہ علم میں جیسا
کہ سابقہ تین بیت کے بعد فرماتے ہیں۔

نگاہاں در جنبش آمد بحیر جور
جملہ را در خود ز خود با خود نمود
یکایک حرکت میں آیا دریا کے جود سخا
تمام کو اپنے میں اپنے سے اپنے ساتھ نمود میں لایا

پس دو سال سے مراد مرتبہ وحدت اور واحدیت ہے۔ اور خدا
 کنایہ ہے۔ مرتبہ الہیت سے وہ مراد ہے دو قوس سے اور ایک برزخ
 ہووے۔ ایک قوس وجوب یعنی حقائق اور اسمائے کلی الہی۔ دوسرا
 قوس امکانی یعنی حقائق واسمائے کیا فی کلی۔ جوہر و کو صفات افعالی
 اور صفات الفعالی بھی نام رکھے ہیں اور ان دونوں کے درمیان
 برزخ حقیقت الثانی یعنی سبع صفات ذاتی ہے جو ان کو
 احیاء بھی کہتے ہیں۔

ماصل کلام یہ ہے کہ بذریعہ کتاب کے میں یعنی ذات و حقیقت
 میری عالم غیب میں مرتبہ الہی سے پہلے ہے۔ جو مرتبہ وحدت
 میں مندرج یعنی لپٹی ہوئی محقق اور مرتبہ وحدت میں مندرج علی
 ہوئی (محقق اور مرتبہ احدیت اور غیب ہوت میں ذاتی تقبی۔
 اندراج۔ اندماج و استغیان میں فرق نہایت دقیق ہے
 پس سمجھو اس کو اور غور کرو۔

کلمہ ظہور اسم و حق

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے کتاب اسماء الاسرار میں
 بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنی میں فرمائے ہیں کہ اللہ

مصدر موجودات (مصدر بجھتے جائے و رود اور جائے بازگشت)
 اور اعتداد کا مصدر ہے مبتداء اور متصہا پر دونوں دلالت کرتے ہیں
 (اَحَدٌ هُوَ بِيَدِي وَيَحْبِلُ) یعنی اپنے سے آپ پیدا کرے
 اور اپنے میں بازگردانی کرے۔ اجمال سے تفصیل میں لائے اور مجہول اجمال
 میں لوٹائے جانے اس معنی کے متعلق علما بھی اسم اللہ کی تشریف
 ایسی فرمائے ہیں کہ ”اللہ“ وہ علم ہے (یعنی علم و اسم جامد سے معرفہ
 ہے جو کسی شخص یا شے معین کا نام ہو۔ جامدہ اسم ہے چونہ کسی کلمہ سے
 بنائے اور نہ اس سے کوئی کلمہ بنے) ذات واجب الوجود کے لئے جو
 جمع کرنے والا تمام صفات کمال کا ہے۔ پس اس معنی میں صفات
 حق بھی اسی ذات کے ساتھ ملحوظ رہیں۔

دومے معنی حضرت بندہ نواز قدس سرہ سے اللہ عبادت
 ہے (مہویت سے پرے) (مہویت - مرتبہ وحدت لاہوت ذات باری)
 جانئے کہ اللہ اسم ذاتی ہے نہ اسم صفاتی۔ اگرچہ کہ ذات تمام
 صفات و کمالات کا جامع ہووے اور صفات کبھی ذات سے
 مختلف (جدا) نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن علم میں لیجئے اسم ذات و صفات
 ملحوظ نہیں ہیں۔ جیسا کہ ”زید“ تعین و شخص ذاتی ایک مرد ہے
 اور وہ اس کی ذات سے مخصوص ہے۔ اگرچہ زید کی ذات تمام صفات
 و کمالات پر لیجئے حیات و علم و ارادات و قدرت و سمع و بصر و کلام
 اور نقاشی اور کاتبی و مصوری و لوہاری و درزی و ستاری و عمارت سازی

اور نجاری اور مثل اس کے موصوف ہے۔ لیکن اسم زید ذات زید کے لئے
 موضوع ہے فقط نہ اس کے مذکورہ صفات کی وجہ سے پس معلوم ہوا کہ
 اللہ علم یعنی اسم ذاتی ہے خاص حق سبحانہ تعالیٰ کا نہ اسم صفاتی اور
 افعالی قول قدس سرہ کا الرحمن الرحیم یہ مشتق ہیں رحمت سے معنی
 میں العفو والعطف۔ انھیں یعنی الرحمن ورحیم ہر دو اسم مشتق ہیں
 رحمت سے معنی میں جہربانی اور بخشا گشتی کے الرحمن بالتوقی۔
 توی تحت میں کسی سے دوستی رکھنا اور کسی دوسرے کے کام کے لئے خود آمادہ
 ہونا ہووے۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دوست رکھ کر پیدا کیا
 اور ان کے کام کے لئے یعنی ان کے دنیا و آخرت کے امور کے لئے آمادہ
 ہوا۔

گویا کہ یہ دو صفت رکھنا اور ان کے کاموں کا متولی ہونا اپنے اسم اللہ
 کمالات کے ظہور کا باعث اور دوسری حکمتیں اور مصلحتیں جو وہ تعالیٰ
 جانتا ہے ہوا کریں گے الرحیم بالتسلی۔ رحم تسلی کے لئے اور یہاں تسلی
 ہی جو خود فرمایا اللہ لطیف بعبادہ اللہ مہربان ہے اپنے بندوں
 پر لا تقظومن رحمت اللہ۔ ان اللہ لم یغفر الذنوب
 جمعاً اللہ کی رحمت سے نا امید مت رہو تحقیق اللہ تعالیٰ
 تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے کہ سبقت رحمتی علی الغنی (۱) اور سبقت
 کہ تہی میری رحمت میرے غضب پر (۲) والیضانی الحدیث
 المقدسی احسان من علی فی قلبی ظن کیف

ایشاعر (میں اپنے بندے کے ظن کے قرب ہوں وہ میرے لئے گمان کرتا
ہے جیسے وہ پہلے۔

وَالضَّاحِدُ حَدِيثُ مَنْ عَلِمَ لَهُ دَبًّا ذَا قُدْرَةٍ
عَلَى مَغْفَرَةِ الذُّنُوبِ غَفَرَتْ لَهُ وَلَا أُبَالَى وَفِي
رِوَايَةٍ غَفَرَتْ لَهُ دَابُّ لَوْ تَغْفِرُ وَلَا يَغْفِرُ مَعَ
الْإِيمَانِ مَشَى وَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَلَّ
الْحَبْنَةَ - وَالْكُفْرَ - إِذَا أَوْعَدَ وَفَاةً مِثْلَ الْإِلَهِ
أَوْ اس جیسے جو تمام دلالت کرتے ہیں مومنوں کی تسلی اور کفر پر رکھتے
ہیں۔

الترحمون بالتجلی یعنی ظہور حق کے اعتبارات سے حکمت
کی صورت میں جو رحمت عام ہوئے اس کو رحمن کہتے ہیں۔

والرحيم بالتخلي - اس حیثیت سے کہ خالی بنانا حق تعالیٰ
کا اپنے خالص بندوں کے اہم ارادہ البصار کو اپنے ماسوا کے وجود مہجوم
جلنے اور دیکھنے سے جو رحمت خاص ہی ہے اس کو رحيم جانتے ہیں۔
الترحمون بالتخلي - خصوصاً خلائی کو ریور بنانے کا اعتبار
یعنی ان کے ظاہر کو آراستہ کرنا اس سے مراد ہے ترکیب و ترتیب
اور موافق بنانا قلوب اور اجسام اور تقویر اور شکل و صورتوں
کو ان کے جو ہیں اس کو رحمن کہتے ہیں۔

والرحيم بالتدلي - ندلی نعت میں سخت نزدیک

ہوتا ہے۔ (نہایت نزدیک ہونا) یعنی جبکہ باری تعالیٰ خصوصاً عارفان آگاہ کو شغلی، اسوا سے یازر کھٹے اور کمال لطف اور عنایت کے ساتھ بارگاہِ قرب اور اپنے حضور میں یوں اس کو رحم نام رکھتے ہیں۔

قرب عشق و وحی جو بہترین کلام
یہ بزرگوار عشق اور وہی کی قربت تلاش کرتے ہیں

التَّحَمُّنُ بِالْمَثَلِ - جسمِ عنصری کی کثیف مادی ہست
کی تشبیہ و تشکل کے اعتبار سے اس کو رحم کہیں۔

والرحیم بالمثل - تجلی و لمبوس لباس اور صورت
جدِ لطیف مثالی و روحانی حیثیت سے اس کو رحم جانے۔

التَّوَحُّنُ بِالْقَرَبِ - رحمِ قربت کے ساتھ - یعنی
زیادہ قریب اور قریب سے قریب تر ہونا باری تعالیٰ کا اپنے بندوں
سے جو اذاسالک عبادی معنی فانی قریب

وَنَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ -

وَنَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ اور مثل اس کے اس کا بیان کرنا
ہے اس قربیت کے اعتبار سے وہ رحم ہے

قرب حق و رزق پر خلق امت عام

حق کا قرب اور رزق خلق پر عام ہے

والرحیم بالوحدت - تعلیم اور تہنیم کی حیثیت سے

مسئلہ وحدت وجودی علم الیقین کے ساتھ با اتباد اعطاء (دینا اور عطا کرنا)
مرتبہ وحدت شہودنی عین الیقین کے ساتھ رجیم ہوئے۔

الرحمن بالاقصال۔ یعنی پہونچا نیکا اعتبار متحدوں کو
مرتبہ کمال ظاہری پر مثلاً لطفہ سے علقہ کو اور علقہ سے مضغہ کو اور
مضغہ سے عظام ٹپوں کو اور عظام سے لباس لحم کو اور بعد اس کے چھونکے
اپنی روح کو اور اس سے طفلی کو اور طفلی سے گود کی اور اس سے عقل بلوغ
اور جوانی اور اس سے کھلی پر ادھر (ن) اور اس سے پیری (لوڈھاپا) کو
الی ماشاء اللہ مرتب ہے۔

والرحیم بالاقصال۔ اور رحیم اتصال کے ساتھ کہ الا
تحد حال لا بعیر ملبسات المقال اتحادہ حال ہے
زبان گوئی سے اس کی تعبیر بیان نہیں ہوتی یعنی زبان مرشد کے بیان
پر ہے۔

الاقصال بے تکلیف بے قیاس مفت رب الناس رایا جان تاس
الاقصال چگونگی اور قیاس و اندازہ سے باہر ہے ان کے رب کو ان کی جان کے ساتھ اتصال ہے

اس سے اشارہ ہے اور لغت میں الاتصال بیوستن یعنی ملنا ہوئے۔
اور یہاں مراد انفصال دہندہ از غیر خود یعنی جدائی دینے والا اپنے
غیر سے اور الاتصال بخشنے والا اپنے میں ہوئے اصطلاحی رو سے
وصال انجام بہ یک رفع خیال است جو غیر از پیش پر خیز دو حالی است
وصال یہاں مرتبہ ہی کہ ایک خیال کو ٹھکانا جب غیر اپنے سامنے (اپنے اپنے خیال سے)

ہٹ جائے وہی وصال ہے۔ خواہ علم کی رو سے خواہ مال کی رو سے
فنا کی و تعلق = پس غور کریں اور غمل کریں۔

۱۳ کلمہ شراب سلوک

در معنی بیت لسانی روز و احد بے اپنا ز خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ
روز دار زیان وہ کیسا جس کا کوئی ثانی نہیں یعنی خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ
کی بیت کے معنی میں ہے
نگو عمت کہ ہمہ سال حی پرستی گو
سہ ماہ حی خورد و ماہ بار سہای پاس
اتھمہ میں تجھ سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ سال بھر تیرا شکر
تین ماہ شراب پی اور نو ماہ پار سلجے رہ
جاتے کہ شراب خواری مستی و سرشاری کا باعث ہے اور پار سائی ہوشیاری
و خبرداری سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس مقام پر تین ماہ شراب خواری
سے کنایہ تین فنا حاصل کرنا ہووے۔ فنا فی الشیئۃ۔ فنا
فی اللہ رسولؐ۔ فنا فی اہلۃ علمی و عالی رو سے اور نو ماہ
سے اشارہ ہے نوبطون سے تین مرتبہ داخل اور تین مرتبہ داخل
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تین مرتبہ داخل حق سبحانہ تعالیٰ اور
پار سارہ منال سے مراد حفظ مراتب ہے۔ اثبات و حدت الوجود کے
باوجود جو محققین کا دستور ہے۔ یعنی میں نہیں کہتا ہوں کہ تو تمام سال
یعنی تمام عمر تجھ کو فنا میں فقط صرف کر بلکہ اول فنا کو جو تین مرتبہ سے

زیادہ نہیں ہے علمایا حالاً حاصل کر اس لئے کہ
 بیچ کس راتا نگر دو اوقنا نیست رہ در بارگاہ کبریا
 (خواہ کوئی شخص بھی جب تک وہ فنا نہ ہو بارگاہ کبریا میں
 رہے ہو بچنے کے لئے اس کو راستہ نہیں ہے)

اس کے بعد مرتبہ بقا باللہ جو نحو کے بعد صحیح یعنی گم و مستی کے بعد
 ہوشیاری سے فائز ہو کر اس کے نتیجہ وہ شر کو پہنچ و بطون کے ہر کموں (خفیہ)
 راز کو جیسے کہ چلے پائے اور حفظ مراتب کو یعنی خلق کو داخل حق اور حق کو داخل
 بلکہ در جان ذات حق کے (جو صرف وجود اور مستی محبت ہے) اور در مراتب
 ذوات مکملات کے (جو لاموجود اور لامعدوم ہر دو صل) باوجود
 اس کے کہ حق کے حکم مراتب داخلی حق سے ہیں غیریت حقیقی اور عینیت
 مجازی جان عینیت مجازی اور وہ عینیت حقیقی لغوی اور غیریت مجازی
 اس کے اور اس کے درمیان توحید و جود کے باوجود اپنے ذاتی عبدیت
 کے مرتبہ کو ثابت رکھ کر معبود حقیقی کی عبادت میں مشغول رہے۔
 مقید اور مطلق (دو نوعیت سے) جو پار سائی اور پرہیزگاری بھی
 یہی ہے۔ اور صحو اور ہوشیاری سے تعلق رکھتے نہ مستی و بے خودی سر
 شاری سے واللہ الموفق واللہ توفیق دے۔

کلمہ علی حق

متنوی شریف کے ایک بیت کے (جو مشہور و معروف ہے) معنی ہیں
 علم حق در علم صوفی گم شود این سخن کئی یا در مردم شود
 حق تعالیٰ کا علم صوفی کے علم میں گم ہو جائے اس بات کا لوگوں کو یقین کب آئے
 جانئے کہ علم حق سے مراد ترکیب اضافی کے اعتبار سے علم شریعت
 ہو دے اس لئے کہ ملت بیضا (روشن مذہب) کا بنانے والا اور بہترین شریعت
 کا جاری کرنے والا حقیقت میں مولیٰ تعالیٰ ہے۔ با علم حق علم شریعت
 ہو جائے ترکیب و توصیفی حیثیت سے درست اور صحیح کے معنی
 میں جو ضد ہے باطل کا (جو جھوٹ اور بے اصل ہے) داکا سلام
 حق و الکفر باطل (اسلام حق اور کفر جھوٹ ہے
 دلیل یہ ہے کہ یہ علم یعنی علم شریعت جو مذکور ہوا - غیر و غیر میت
 کثرت دہنی اور ہمہ ازوست کو لازم قرار دیتا ہے یعنی اثبات وجود
 دو وجود سے کٹر ہے ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود۔
 حاصل وحدت مقید داں اس کا حاصل وحدت مقید جاں
 اگر علم صوفی سے مراد علم حقیقت ہو دے اگرچہ علم حقیقت بھی بے شک و شبہ
 علم عالم الغیب و الشہادت ہی ہے مذکورہ معنوں کے ساتھ لیکن
 صوفی سے اس کی نسبت اس لئے کی گئی ہے کہ وہ نہایت گہری محبت

غرق چہ بود عین غیر الگاستن
 فرق کیا ہے عین کو غیر سمجھا
 صاحب تقلید اہل فرقہ
 اہل فرقہ کو صاحب تقلید جان
 ہر کہ گوید نسبت کلی و میج غیر
 جو شخص یہ کہے کل کوئی غیر نہیں ہے
 صاحب جمع است پیش نیست فرق
 جو صاحب جمع ہیں انکے پاس کوئی فرق نہیں ہے
 جمع جمع است آنکہ بند حق عیاں
 جمع الجمع وہ ہے کہ حق کو عیاں دیکھے
 صاحب اس مرتبہ کامل بود
 اس مرتبہ کے رکھنے والے کامل ہو دیں
 اور اسی معنی میں مولف کی ہے۔

جمع غیرش را عدم بندر شستن
 جمع وہ ہے کہ اس کے غیر کو عدم جانتا
 کو نہ پیدا از حق درین عالم نشان
 کیونکہ وہ نہیں دیکھتے حق تعالیٰ کی کوئی نشان
 در یقین اور مست مسجد عین دیر
 یکے یقین میں مسجد دیر (اور دیر عین مسجد ہے)
 جان اور بحر وحدت گشتہ غرق
 ان کی لوح موجودت میں غرق ہو گئے
 درمرا بائے ہمہ فاش و نہاں
 تمام آسمانوں میں طاہر اور باطن
 ذلہ نکہ این آل ہر دور اشال بود
 اے نکہ یہ اور وہ فرق و جمع دونوں کے مثل ہو کر

غزل

جمع سنگ و فرق در رنگ ز چاچ
 پتھر اور شیشہ کے رنگ میں جمع اور فرق کرنا
 توجہ دانی یا ختن اے ذوالحاج
 اس کھیل کو تو کیا جائے اے حجت طلب کرنے والے

جمع۔ جمع آمد مراط مستقیم

جمع۔ جمع یہ مراط مستقیم ہے
 داں کے بے دیگرے بارغو جانح
 اُن سے ایک بجز دوسرے کے ٹیڑھی رہے
 شہر زہ شیر بیشہ وعدت بود
 وعدت کے صحرا شیر شہر نہ ہو وئے
 عارف و ما دون حق پیش ز جانح
 عارف وہ ہے جس کا گئے سوا حق کے سب شیشہ و کاغذ ہے
 مردہ دل را ز زندہ سازد صحبتش
 اس کی صحبت مردہ دل کو زندہ بنا دے
 چو زہ از بیضہ بروں آلود و جانح
 جیسے کہ مرغ بیضہ (انڈا سے) چو زہ کو نکالے
 تا نگرد سقیمت از صحت بدل
 جیت تک تیری بیماری صحت سے بدل نہ ہو
 عذب را کئی باز یابی از اجساح
 خوشگوار لذت کب پاوے تو تلخ ذایقہ سے
 کئی کئی نظارہ شہرستان دل
 دل کے شہرستان کا نظارہ تو کب کر کے
 از ہوا اینکینختی گردش عجانح
 ہو اور ہوس کے گرد و غلبوں کے اطراف تو نہ اٹھو الیاہ

میں میرا راز خود بخود دیگر مگر در
 جہد کمال اپنے سے آپ دوسرے کا دست گرفت ہیں
 بولہ بہستان و دھال شیر و حجاج
 جتنے بہتان و دھان سے دودھ اور اس کا لعاب
 اقرب طرق است ملک شاہ میر
 سب سے قریب کا راستہ ہے طریقہ شاہ میر کا
 تش آمدہ گرچہ لا تحصى فحاج
 اُنکے طرف آیا ہے اگرچہ توان دوستوں کو شمار نہیں کر سکتے
 گو کمالا بہر ایفا خط بنام
 کہے اے کمال نیندوں کے بیدار کون کے لئے
 گرچہ کشت نیست بر غیر احتجاج
 اگرچہ کہ تیرے انکشافات غیروں کے لئے محبت نہ ہو

کلمہ راز عشق^{۱۵}

(ایات)

درمیاں معنی ایات ثریت الارواح
 ثریت الارواح کے ایات کے بیان میں

عشق را ابو حنیفہ درس نگفت
 عشق کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ درس نہیں فرمائی
 شافعی را از روایت نیست
 حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی روایت نہیں ہے
 حنبلی از ہر عشق بے خبر است
 حضرت امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہ را از عشق بے خبر ہیں
 مالکی را در روایت نیست
 حضرت امام مالکی رحمۃ اللہ علیہ کو اس میں کوئی سمجھ نہیں ہے
 عشق را ابو حنیفہ درس نہ گفت
 عشق کو حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ درس نہیں فرمائی

یعنی اس کی تعلیم نہیں دیئے درس فرمانے سے مراد ظاہر کہ تلہ ہے یعنی
 ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عشق کو ظاہر اور بیان نہیں فرمائے اس لئے
 کہ حدیث میں وارد ہوا ہے
 عن عشق و کم وعف و مات فھو شہید
 یعنی کہ عاشق ہوا اور عشق کو پوشیدہ رکھا اور پرہیزگاری
 کا اور مر گیا پس وہ شہید ہے۔

یہ نہیں کہ وہ رضی اللہ عنہ قویٰ تعالیٰ کے عشق و محبت سے
 خالی تھے عاشق حاشا یہ ہر گز نہیں پناہ خدا
 بلکہ حوصلہ فراخ رکھتے تھے کہ اتنا کہ عشق کی پوشیدگی اس سے

واقع ہوئی۔ جیسا کہ حکایت منقولہ اور اس کی بہن قدس سرہ کی مشہور اور معروف
 رہے مذکورہ عابدہ علیہ دلیل قاطع اور حجت بلند اور روشن ہے۔

حافظا طریق اندی از معتبہ بیاموز مت است در حق اوس این گمان نلرز
 لے حافظ تو زندانہ طرقتی منصف سے سیکھ وہ خود شراب سے مست ہے
 اس کے حق میں کوئی یہ گمان نہیں کر رہا ہے لیکن وہ اپنے متوالان کو ظاہر نہیں کرتا
 مردان رھش میل یہ ہستی نکلند خود بین و خویش پرستی نہ کنند
 راہ توحید۔ یعنی راہ عشق کے مرد اپنی ہستی کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں یعنی خود بینی
 اور خود ستائی (اپنی تعریف آپ ہی کر لیتا) نہیں کرتے ہیں۔

آن دم کہ شراب شوق گیرند بکف خجوانہ تہی کنند و مستی نکلند
 جس وقت کہ وہ شراب شوق (یعنی شراب عشق کو) ہاتھ میں لے لیتے
 (مقام عشق میں آجاتے ہیں) کو ہاتھ میں لے لیتے ہیں تو شراب خانہ
 خالی کر دیتے ہیں مستی یعنی نئے کو ظاہر نہیں ہونے دیتے۔

شافعی از روایت نیست۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس سے
 کوئی روایت نہیں ہے۔ روایت کرتا ہے مراد ظاہر اور آشکارا کہنا ہے
 پس جو چیز کہ مخفی رکھنا اور مسکاتیک اور مناسب ہے۔ درس کہنا یعنی ظاہر
 کرنا اور بیان کرنا اس کا زبونی اور براہیوں کا عکس حالت سکرم اور غلبہ استمراق
 میں کہ اتنا احلہ لایو اخذ العشاق بما صدر منہم
 (تحقیق اللہ تعالیٰ عاشقوں سے جو صادر ہوتا ہے (یعنی غلطی) اس کا
 مواخذہ نہیں کرتا ہے۔

ہر چہ از دیوانہ آید دردِ جود غفور مایند از دیوانہ زود
 جو کچھ غلطی دیوانہ سے ظاہر ہوتی ہے اس دیوانہ سے وہ غلطی کو فوراً مٹا کرتے ہیں
 اور باوجود اس کے مستحقانہ خطاب اور کریمانہ عنایت سے اس کو
 سرعام پتاتا ہے

خوردی می ما از جامِ لیلی خواندی ما را بنامِ لیلی
 جو شراب کہ توتے پی ہے وہ ہماری اور پیالہ کا جو لیلی کے نام سے پکارا ہے
 وہ ہم ہی کو پکارا ہے۔ پس فہم کریں

حبیل از بہر عشق بے خبر است

حضرت امام حبیل رحمۃ اللہ علیہ عشق کے راز سے بے خبر ہیں یعنی
 حضرت امام احمد حبیل قدس سرہ ہمیشہ سے حق تعالیٰ عز و جل کے سوائے
 عشق میں ہمیشہ مت اور بے خبر اپنے اور اپنے غیر سے رہے ہیں
 نہ تو میں رہا نہ تو تو رہا جو رہی سب بے خبر رہی

مالکی را در روایت نیست - حضرت امام مالک قدس سرہ کو اس میں

سمجھ نہیں ہے۔ درایت - نکت میں دانائی ہے

جو عشق آمد از عقل دیگر گوی کہ دردست چو کانِ ایرست گوی
 جب عشق دلاہد ہو از عقل کی باتوں سے کچھ کہے جیسا کہ چوکان کے قبضہ میں گیند اسیر ہے
 اس کو جیسا چاہے اور جدمر چاہے اڑا سکتا ہے اور گیند اول سے بے خبر
 ہے۔ پس عشق و محبت میں عقل و دانش کا آمد نہ ہو۔

اگر تو کہے کہ عقل و دانائی فہم و سمجھ و اجتہاد (غور و فکر) و توجہ دہی کے

قطع نظر دین اسلام کے قواعد و احکام میں یہ بات پیدا کرنا عقائد و فقہ کے مسائل سے استخراج کر کے اور کلام ذو الجلالی و الاکرام اور احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کتب من سے کیوں درست ہوئے۔

میں کہتا ہوں، یہ لوگ یعنی مجتہدان شکر اللہ علیہم۔ علم و تدبیر کی استواری و کفایت اور ملت بیضا کے اقامہ کو رواج دینا اور شریعت آدمی کے احکام کو جاری کرنے میں درجہ کامل مرتبہ اتم رکھتے تھے۔ لیکن مسئلہ عشق و محبت کو اپنانے میں روایت و روایت سے فارغ رہتے تھے۔

بوالعجب سورت سوا عشق چار مصحف درو ایک آیت نیست
سورہ عشق ایک عجیب سورت ہے چار مصحف بھی ایک مقابل میں ایک کی مقدار ہیں

یہ کیا بات ہے کہ ایک آیت بلکہ چاروں مصحف اس میں یعنی بیان عشق میں ہے یا اس کے معنی یہ ہوں کہ یہ عشق کا سورہ عجیب و غریب و عظیم ہے کہ چاروں مصحف اس میں ایک آیت کے مقدار میں بھی نہیں ہیں۔ والسلام علی من التبع الهدی ہم جو اگر تحریر شدہ آیات سے مذکورہ معنی کے خلاف مراد نہیں اور کہیں کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ و الحارثی رحمۃ اللہ علیہم خدائے عز و جل کے عشق و محبت سے خالی تھے تو ان ہدایت باب مجتہدین کی جانب میں بے ادبی و گستاخی ہے اور عیب و نقص ان کے تابعین

میں بھی جو کہ نہایت وکمال والے اور امت کے خاص افراد میں سے
ہیں عائد ہوئے ۔

لخوذ بالله من هذا الاعتقاد الفاسد
والزعم والكاسر ۔

میں پتا ہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ایسے فاسد عقیدت
اور کھوئے قول و گمان سے ۔

کلمہ مرز البحرین (شکم)

روشن ضمیر آیتہ صفت صافی دلوں ، روشن نفس و سخن فہمیں معنی
تک پہنچنے والوں پر پوشیدہ نہ رہے کہ ایک وقت میں اس عاجز و قاصر
کے قلب میں محض نکتہ مبارک و لطف معنی متحن موزوں کے ساتھ
بطور واردات خطرہ پیدا ہوا ۔ جب غور و گہرائی کے ساتھ ملاحظہ کیا
(بمصدق خیر الکلام ما قبل و ذل و لو حیل)

بہترین کلام وہ ہے جو محض اور تند لعل ہو ۔ اور اگر لکھا ہوا نہ ہو ۔
تمام جو ام الکلم سے تصور کیا نہیں جاتے ۔

دریں آیتہ طوطی صفت داشتہ اند
ہر چہ استاد ازل گفت یگوئی گویم
آیتہ کے پیچھے طوطی کے مانند مجھ رکھے ہوئے ہیں
جو کچھ استاد ازل نے کہا کہ کہہ وہی کہتا ہوں
اور وہ یہ ہے کہ حق ظاہر بصورت حقیقی اشیاء وہ اشیاء موجود و موجود حقیقی

حق تعالیٰ یعنی حق اشیاء کی حقیقی صورت سے ظاہر ہے۔ اور اشیاء
 حق تعالیٰ کے وجود حقیقی سے موجود ہیں گویا یہ کہ کلام انتہائی صداقت
 والا خیر و اطلال دینے والا تنزیہ و تشبیہ و عین و غیر کے مرتبے
 سے اور وحدت الوجود کی تحقیق اور حقیقتوں اور ذاتوں کا ثبوت
 معنی و مستقلاً ہوئے۔ جو مرج البحرین مراد اسی سے ہے۔ اور ہم
 از دست کا حامل ادبہا دست کاشالی جو ایمان شریعی اور نیلای حقیقی
 اشارہ اسکی پر ہے بلکہ اگر انصاف اور تمیز کو عمل میں لائے۔ اور تعصب
 غیب گیری کے دائرہ سے نکل آوے تو کہے کہ تمام مسائل عقائد کے لئے حجاب
 و کتاب حقان و دقائق کے لئے انتہا (کافی) ہے جو اباب میں ہے۔
 والسلام علی من التبع الہدی۔ جس نے اس کی اتباع
 کی ہدایت پائی۔

کلمہ حق شناسی

فی معنی ہدایت۔ اس بیت کے معنی میں
 خوش گفت وریا بیان و پیر دھان بیہ عارف خداوندہ و ارد کو نیست آفریدہ
 اچھا لہا ہے کیا پھٹ و نہ جنگل میں خدا عارف نہیں رکھتا ہے کیونکہ وہ پیدا نہیں کیا ہے
 جلتے کہ عارف خداوندہ دارد میں لقید لفظی واقع ہوئے ہے (لقید بقدریم و
 تاخیر لفظی یعنی لفظ کو اول یا آخر استعمال کرنا) یعنی خدا عارف نہ دارد۔

خدا عارف نہیں رکھتا ہے یعنی خدا تعالیٰ اپنے سوا اپنا عارف نہیں رکھتا ہے یعنی نہیں پیدا کیا ہے۔ لا تحریف احلہ الا احلہ۔ یعنی خدا کو نہیں پہچانتا ہے۔ سیوائے خدا کے۔ نہیں پہچانتا ہے خدا کو سوا خدا کے۔

عارفِ خود دست و خود معروف و اصفِ خود خواست و خود موصوف ترجمہ :- اپنا عارف خود ہی ہے اور خود ہی معروف۔ عارف پہچانتے والا۔ معروف پہچانا جانے والا = اپنا و اصفِ خود ہی ہے اور خود ہی موصوف۔ و اصفِ تعریف کرنے والا موصوف تعریف کیا جانے والا۔

اگر کہے کہ یہ بات کچھ معنی نہیں رکھتی ہے۔ اس لئے کہ بارگاہِ عالم کے واعلان یعنی مولیٰ تعالیٰ کی حضوری کے عارفين اکثر من بعد دیکھی۔ تعداد اور عدد سے زیادہ میں میں کتنا ہوں یا فضائے مطلب تحسنت رجب میں نے پہچانا میرے رب کو میرے رب سے تمام عارفين حق کو حق سے پہچانتے ہیں نہ از خود جیسے کہ خواہشمند کے نور کو خود سے دیکھے ہیں نہ کسی دوسری چیز سے اس لئے کہ نور ظاہر بتفسد و عطر ظہر بخیرہ نور اپنے نفس سے ظاہر ہے اور اپنے غیر کو ظاہر کرتا ہے۔ ہوئے متوی آفتاب آمد دلیل آفتاب اگر دلیلست یا پرازوئے دو مقام اس کے ثبوت کے لئے دوسری تمثیل ہے نہیں

اگر تو اس کی دلیل چاہتا ہے تو اس کی طرف متوجہ ہو۔ دوسرا ثبوت
تلاش مت کر۔

گٹھن راز؟

زہے ناداں کہ اوغوشید تا بانی بنور شمع عوید در تبا یاں
دہ عجیب ناداں ہے جو چمکدار سوج کو شمع کی روشنی سے صحرا میں تلاش کر رہا ہے
پس محقق ہوا جو کہ حقیقت میں حق تعالیٰ کو حق کی دانائی سے
جانتا ہے اور اس کو اسی کی شناسائی سے پہچانتا ہے۔ بلکہ حق ہے جو اپنے
کو ہر مرتبہ میں تنزیہ اور تشبیہ سے اپنی جانتا ہے اور خود ہی پہچانتا
ہے اس مرتبہ کے اقتضائے مطابق نہ کوئی حق کا غیر اس لئے کہ
صفات کمال کا جاننے والا وجود مطلق ہے جو کہ حق کی حقیقت ہے
خواہ مرتبہ وجود میں یا مرتبہ امکان میں۔ یہ صفات تہذیب سے نہیں جو
بالذات عدم ہووئے اور اس کے ذاتی صفات نقصانات ان تمام سے
ہیں اور جہل و نادانی پس فہم کریں۔

”وینت آفریدہ“ یعنی الیاء عارف جو حق کو ایسے پہچانتا ہے
نہ حق سے یہ پیدا ہوا نہیں ہے یعنی یہ معدوم مطلق ہے۔
اور پہلا مصرعہ تو خلاصہ ہے اور شرح سے بے نیاز ہے
دوسرے معنی یہ ہیں کہ ع

عارف حذائے دارد

حذائے تعالیٰ اپنے آپ عارف دوسرے کے جیسا نہیں ہے

یعنی دوسرے کا عارف ہونا محدود ہے (چنانچہ مثلاً عام لوگ آسمان یا دریا کو تو جانتے اور پہچانتے ہیں، طاقت بشری کی مقدار پر۔ لیکن جیسا کہ آسمان یا دریا اپنے آپ کو آپ جانتے اور پہچانتے ہیں بساطت و اطلاق یعنی پھیلاؤ اور کشادگی وغیرہ آدمیوں سے کوئی پہچانتے نہیں ہیں۔ ایسا ہی کوئی عارف حق کو حق کے جیسا جو کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے جانتا اور پہچانتا ہے پیدا ہوا نہیں ہے۔ یعنی معدوم شخص ہے فافہم علم پس ختم کرو اور سمجھو۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و دھم
اے اہل العالمین تو پاک ہے پندار تصور و اندازہ
مجلس تمام گشت بیاباں رسید عمر
جلس بغاوت ہو گئی اور انتہا کو پہنچی عمر
یعنی ہم تمام عمر تیری تعریف کرتے کرتے عمر ختم ہوا ہے ابھی تیرا پہلا بھی وصف
بیان کرتے رہ گئے ہیں۔

کلمہ مستقل وجود

فی العوْثیہ۔ قال لی یا عوذ اعظم
لنیل لصاحب اظلم غدی سبیل اَلَا بعد انکارہ
دفع ما یداء تعالیٰ۔ اے عوذ اعظم اہل علم کے لئے میرے تک کوئی

راستہ نہیں ہے مگر اس کے انکار کے بعد اس قاصر و کوتاہ فہم کے خاطر میں
گزر رہا ہے یہ کہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ علم سے مراد یہاں علم خود کی ہے۔
نہ علم حق سبحانہ یعنی صاحب علم ظاہری جانتا ہے کہ میں موجود ہوں اپنے
وجود سے۔ اور حق بھی موجود ہے اپنے وجود سے۔ اگرچہ حق تعالیٰ موجود
یعنی میرا پیدا کرنے والا ہے لیکن مجھ کو اپنی قدرت کے کمال سے وجود
مختار ہے۔ اپنے وجود کے سوا۔ حق موجود ہے اپنے مستقل وجود سے
اور میں بھی موجود ہوں اپنے غیر مستقل وجود سے جو وجود حق کا غیر ہے
نہ اس کا عین

تحقیق اس تقریر سے تصویر کی دوئی حقیقتوں کی جدائی یعنی
دو وجود ثابت ہوتے ہیں۔

از تنگ وجود خویش بہ تنگ آمدہ ام	یارب کہ مے بعدم یا ز روم
اپنے وجود کے تنگی سے میں تنگ آ گیا ہوں	اے رب کہم کہ کہ عدم میں واپس لوٹ جاؤں
(یعنی اپنے وجود ذاتی کے ہم سے)	(تاکہ خلط خمیوں سے نجات پا جاؤں)

رباعی

تا چہند غلام کہنہ و نو با شمس
کتب تک نیا اور پرانا کے امتیاز کا غلام بنا ہوں
در کشمکش کینز و یا تو با شمس
باندھی اور ملکہ کے کشمکش میں دکھ کر رہ جاؤں

خواہم کہ جاوداں یا غم تو
 میں ایک ایسا گوشہ تنہائی چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تیرے عشق کے غم میں
 پادری درماں و صربازانوں یا شمشیر
 پیردامن میں لپٹے اور سر زانو پہ رکھے رہ جائیں
 ہر جا کہ گزرم نوا جائے عشقت شوم
 جہاں میں گزروں ساگ تیرے عشق ہی کی سنوں
 بر خوان بلا صدائے عشقت شوم
 خوان بلا لیجئے آفات کا ویلا مجموعہ ابر تیرے عشق ہی کی صدائیں سنائیں
 دردشت روم فقیر درد تو کشم
 صحرائیں جادو بال سری تیرے درد ہی کی بجاؤں
 باکوہ ایم صدائے عشقت شوم
 کوہ پیر بھی رہوں صدائے بازگشت تیرے عشق ہی کی سنوں

رباعی

گویم نفسے دراز من باش اے دل
 میں رخ دد کہ بھرا ہوا اے دل دلا نفسی کر رہا ہوں
 گر شرط رحمت پاس انفاں اے دل
 تیری راہ کے شرط کو ملحوظ رکھ کر پاس انفاں کھائیں دل

آں را کہ نہ حق شناس و حق بین باشد
ان افراد کو جو حق شناس اور حق بین نہیں ہیں
تا بہ توانی مبین و شناسا لے دل
جہاں تک ہو سکے ان کو مت دیکھ ادرت دریا کر لے ل

کلمہ تنزیہ و تشبیہ

حضرت عین القفصات صمدانی قدس سرہ کے خزانہ معارف سے
قصیدہ گنجور کی بیت کے معنی ہیں۔

در شریعت ہر آنچہ مست حلال در طریقت ہماں بود مردار
شریعت میں جو چیز کہ حلال ہے ؛ طریقت میں وہی مردار ہوئے
جانئے کہ ہماں لفظ ہر آنچہ سے تعمیم (عام طور پر) اور کلیت (تمام کے لئے)
نہ سمجھا جائے بلکہ خصوصیت کے ساتھ اور بعض کے لئے مراد لینا
چاہئے۔ بعض اعتبارات اور احتمالات درست ہوا کریں گے نہ تمام
وجوہات اور حیثیات کے لئے وہ یہ ہے کہ وجود کا اثبات شریعت
میں جائز اور صحیح ہے ؟
در طریقت محظور و مستفیع طریقت میں خطرناک زبول اور ہر
ہستہ این جملہ خرابی از دوست ہست یہ تمام خرابی دوست سے ہے
حضرت محمود تقییری گلشن راز میں فرماتے ہیں۔

مثنوی

ہر آنکس را کہ مذہب غیر جبر است
 جن شخص کا طریق غیر جبر (یعنی قدریہ) ہے
 بنی گفتم کہ او مانند گیر است
 بنی صلعم نے فرمایا کہ وہ گیر کے مانند ہے
 چنان کال گھریزہ داں اہر من گفت
 جیسا کہ وہ گھریزہ داں اور اہر من یعنی دو خدا کہا
 ہمیں ناداں و احمق او من گفت
 یہ نادان اور احمق بھی وہ اور میں کہا

(مذہب گیر میں دو خدا ہیں۔ نیکی کا خدا ایند داں۔ بدی کا خدا اہر من)
 ایضاً قال اهل الطريقة السلامۃ فی
 الوحدة ای سلامۃ الایمان الحقیقی فی
 اثبات وحدۃ الوجود فالأفۃ بین الاثنتین
 ای أفۃ الایمان الحقیقی توھم تثبیت الوجود
 وجودك ذنب لا یقاس بہا ذنب

اہل طریقت نے فرمایا۔ سلامتی وحدت میں ہے یعنی ایمان
 حقیقی کی سلامتی وحدۃ الوجود کے اثبات میں ہے۔ اور آفت دنی
 میں ہے۔ یعنی خطرہ ایمان حقیقی کا دو وجود کے وہم میں ہے تیرا وجود

گناہ۔ اور اس میں قیاس نہیں کرنا گناہ ہے پس اس توجہ سے بیت کے معنی درست ہوتے ہیں۔ اور اس کے برعکس جواز کا اندیشہ پایا جاتا ہے۔
 در طریقت ہر آنچہ ہمت حلال در شریعت ہماں بود مردار
 طریقت میں جو کچھ حلال ہے شریعت میں وہی مردار ہے
 اور وہ یہ ہے کہ طریقت میں تشبیہ کی صفت کو حق سبحانہ تعالیٰ کے لئے نہایت کتنا عین ایمان ہے لیکن تنزیہ کے ساتھ بغیر اس کے یعنی
 بجز تنزیہ کے درست نہیں۔ یہی ہے دستور محققین علیہم الرضون کا
 اور شریعت میں فقط صفت تنزیہ ہی کی تصدیق پر ایمان اور
 اعتقاد رکھتے ہیں اور تشبیہ کی نسبت کو حق تعالیٰ کے لئے کفر اور الحاد
 جانتے ہیں۔ پس مذکورہ توجہ کے ساتھ مرقومہ بیت کے برعکس معنی
 بھی مرقوم درست ہوتے ہیں۔

نفی آل یک چیز و اثباتش رواست

ایک چیز کی نفی اور اس کا اثبات جائز اور درست ہے

چو جہت شر مختلف بہت دو تاست

جب رخ جدا جدا ہو جائے تو اس کی نسبت دو پہلو پر ہے

سوال۔ اگر تو کہے کہ اس صورت میں اہل طریقت و حقیقت کے
 اور اہل طریقت و حقیقت خلاف اہل شریعت کے نام
 دیئے ہیں حالانکہ حضرت محبوب سبحانی معشوق بانی رضی اللہ عنہ
 وارضاہ ایسا فرماتے ہیں۔ کل حقیقتہ روت المحال شریعت مذہبی

ذنبا قلم والکلامۃ مع الکتاب والسنة والالهلال
 مع غیر ہمار حقیقت جس سے لہو موتی ہے شریعت بس ذنقہ
 (بے دینی) ہے اور سلامتی کتاب و سنت کے ساتھ ہے ورنہ ان کے سوا
 طاقت ہے۔ میں کہتا ہوں۔ یہاں اہل شریعت سے ہماری مراد ناقص التحقیق
 ہیں (وہ جن کی تحقیق ناقص ہو) جو ان کو زہدان خشک اور مشرکان معنوی
 اور اہل دنیا اور فشیہاں (پوست پرست) یعنی ظاہر پرست اور مانند
 اس کے صوفیوں کی اصطلاح میں نام رکھے ہیں نہ وہ اہل شریعت جو
 کامل التحقیق ہیں (جن کی تحقیق کامل ہے) یعنی دین کے مجتہد رضی اللہ
 عنہم اجمعین۔ جو کہ شریعت ظاہرہ کی تقویت و ترویج یعنی پابندی
 اور رواج کو خودی اختیار کئے ہیں اور شریعت کے باطنی امور میں صوفیوں
 کے تابع رہے ہیں۔ جیسا کہ صوفیاں شریعت کے باطنی امور کو جاری رکھتے
 ہوئے اور باطنی کام کے لئے جو طریقت اور حقیقت کے ذمہ دار ہیں
 اور شریعت کے ظاہری احکام میں مجتہدین کے تابع ہوئے ہیں۔ پس اس حدیث
 سے شریعت طریقت اور حقیقت کی مخالف نہیں ہے۔ اور طریقت
 و حقیقت شریعت کے مخالف نہ ہوئے بلکہ کاملین یمنوں مراتب
 کے مجموعہ کو شریعت کاملہ نام دیئے ہیں جیسا کہ فرمائے ہیں۔ محبوب
 کو دیکھنا اور بلانا اس سے ہم کلام ہونا مثال شریعت کی ہے اور
 اس سے بغلیگر اور ہم آغوش ہونا مثال طریقت کی ہے۔ اور مباشرت
 کرنا اور اس سے لذت حاصل کرنا مثال حقیقت کی ہے پس اس تحقیق

سے ثابت ہو کہ شریعت کا کمال طریقت و حقیقت کی جامعیت میں ہے

شریعت یا طریقت کا رد
طریقت یا حقیقت کا رد
شریعت طریقت سے تعلق رکھتی ہے
طریقت حقیقت سے فیض یاب ہوتی ہے

فافہم واعلم مولف کی غزل ہے۔۔ فارسی

اکیکہ مرتبط شرع یا حقائق نیست

جو شخص کہ شریعت کو حقیقت سے رابطہ نہیں کھتا ہے

بغیر مدعی اور خطاب لائق نیست

یہاں مدعی (یعنی غلط دعویٰ دار ہونیکے خطاب کو لائق نہیں ہے

چنانکہ پوست بجز مخزنی نبا ید کار

جیسے کہ پوست مخز کے بغیر کام نہیں آتا ہے

بدوں پوست ہما ناں کہ مخز فائق نیست

بغیر پوست کے بھی یقیناً مخز پسندیدہ نہیں ہے

سنبھیل رخ مصتی و رفعت خالق

رخ مستی کا آئینہ اور خالق کی علوم مرتبت

ورای نیستی و مصتی خلاق نیست

خلق کی نیستی و مستی کے سوا کچھ نہیں ہے

جواب مسئلہ ما فیہم یحوں گوید
 ہمارے مسئلہ کا جواب فقہ (فقہ کے عالم) کیونکر کہے
 کہ آل یہ کنز الدقائق و بحر الروق نیست
 کیونکہ وہ کنز الدقائق اور بحر لائق سے نہیں ہے
 بیند دلایل و فرزند و مال و حاجت دل
 زن و فرزند و مال و حاجت کی حجت میں اپنے دل کو مت باندھ
 کہ خود واقعی اس راہ جز علانی نیست
 کیونکہ اس راہ سے روکنے والی سوائے ان تعلقات کے کچھ نہیں ہے
 خودی خود بگزار و خدائے خود برسی
 اپنی خودی کو چھوڑ دے اپنے خدائے تو پہونچے
 کہ میں طریق دیگر اقرب طرائق نیست
 کہ اس حقیقہ کے علاوہ سب قریب کا سامنے دوسرا ہیں ہے
 کمال کمال فصاحت بقول از ایمان
 اے کمال ایمان کے قول پر ہی فصاحت مت کہ
 شکر نہ بخشد شیر نش کر ای نیست
 شکر شیرینی نہ بخشد حبیبی شیرینی کہ ذاتی نہیں ہے

کلمہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

جانئے کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو معنی رکھتی ہے
ایک حقیقت محمدی عالم غیب میں۔ وہ ذات کی معلومیت کی
صورت ہے۔ تعین اول کے ساتھ کے ہیں کہنا اس سے مراد ہے اور
اس کے نام بہت ہیں جیسے کہ۔ وحدت۔ اور تجلی اول۔ وبرزخ
کبریٰ۔ وقاب قوسین اور نہا نخانہ جمع وغیرہ

دوسرا حقیقت محمدی عالم شہادت میں و خارج میں اس کی
موجودیت کی صورت ہے کہ اس کو عالم شہادت کہتے ہیں۔ اور اس کے
نام بھی بہت ہیں جیسے کہ وحدت اور تعین اول۔ و عقل کل و قلم
اعلیٰ و روح اعظم و مخلوق مطلق و مظہر اتم وغیرہ وہ مراد ہے مرتبہ
نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو انا من نور اللہ و
کل شئی من ذری اس کی وضاحت کرتا ہے۔ اور بعض
اکابر حقیقت محمدی کو صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق اور حادث کہتے ہیں
اور بعض اول کے ساتھ اور محققین اس میں یعنی نور محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم میں تین درجے ثابت فرماتے ہیں یہ

یکے نفس و یکے روح و یکے دل
ولی در حرف ہر یک بہت مشکل

جاننے اور یقین کرے ۔

جاننا چاہئے کہ یہاں اپنی ذات اور تمام مخلوقات کی ذات سے مراد شئی واحد ہے اور وجود عالم مقاض (فیض دینے والا) جو تمام اعیان خارجی پر گھیرا ہوا ہے جو موسوم ہے وجود امساری فی جمیع الذراویٰ یعنی وجود مقید تمام ذریات میں ہے وجود خلق کو بھی اسی سے تعبیر لیتے ہیں۔ اور وہ حقیقت میں وہی وجود خاص کی حیثیت ہے جو ذات مقدس حق سبحانہ تعالیٰ کی ہووے۔ لیکن عام یقین و شمول کے ساتھ تمام اشیاء سے تعلق و متعین ہے اور اگر اپنی ذات اور تمام کمفونات کی ذات سے روح مراد لین مناسب دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کی روح ایک جزو حقیقی ہے جو دوسرے پر صادق نہ آئے خلاف وجود عالم مقاض جو اگرچہ واقعیت میں ایک ہے اور تعداد و کثرت کو اس میں دخل نہیں ہے لیکن مظاہر کی کثرت اور تعداد اور اپنے گونا گوں آئینوں کی حیثیت سے جو اعیان حکمت میں ہیں اور بجائے افراد اور جزئیات مفہوم کلی ہیں متعدد و کثرت دکھائی دیتے ہیں پس سمجھ جائے۔ اور اس طریقے سے بھی کہ ارواح حقیقت میں متعدد اور کثیر ہیں اور ذاتی خواہش اور اصلی قابلیت ہر ایک کی بھی جدا جدا اور مختلف چنانچہ نکوئی اور بُرائی کفر و اسلام اطاعت و نافرمانی ثواب اور عذاب و رحمت و محنت وغیرہ اور شریعت کی زبان میں وارد ہوا ہے کہ نیکوں کی

ترجمہ :- ایک نفس و ایک روح اور ایک دل۔ لیکن ہر ایک کے بیان کرنے میں مشکل ہے یعنی نوری محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) مراد ہے تین مرتبہ مذکورہ کا جامع ہے فافہم ایجاد میں اور وہ قادر مطلق اور صالح مہر حق کی قدرت کے کمال سے ہے یعنی بے مادہ و بے آلہ اور بے اسباب کے ۔

مقدرے نہ بہ آست بقدرت مطلق
وہ کسی آلہ سے بنا ہوا نہیں بلکہ قدرت مطلق سے
اس کے ایجاد کا طریقہ جیسا کہ چاہے عارفین کا شناختہ شدہ
ہے نہ عالموں یعنی اہل ظاہر کے معلوم کی چیز ہے اور یہ فقیہ حقیر مہدراق
افشا سر المرید بویست کفر (ربوبیت کے راز کا ظاہر کرنا کفر ہے) اس
کی تقریر اور تحریر پر متوجہ نہ ہو اور کلام کو اس کلمہ پر تمام کیلیغ
”آز کہ کس است یک حرفیں است“
ان کو کہ جن میں آدمیت کی قابلیت ہے ایک بات پس ہے فافہم و
تالی فہم اور غور کریں۔

کلمہ اعیان رنگ برنگ

اس سے قبل بیان سلوک میں ذکر خفی کے معنی میں جو کچھ ہم
لکھتے ہیں کہ سالک ذات کو اور تمام مخلوقات کی ذاتوں کو ذات حق

روحیں اعلیٰ علیین میں اور بدکاروں کی روحیں سحین میں رہیں مثلاً
 زبیدی روح جو عمر کا باب ہے طاعت و حسنات کے الکتاب کے
 باعث درجات بہشت کا مستحق ہو۔ اور روح عمر کی جو زید کا بیٹا ہے
 گناہ کے کام اور برائیاں اختیار کرنے کے باعث مقام دوزخ کا نزاوار
 ہو۔ اور جو عام معاصی مذکورہ امور کی تمثیلات سے پاک اور
 بے نیاز ہے۔ اس کی صفت نامعلوم طور پر اشیاء کے ساتھ محبت
 رکھتی ہے۔ اس بنا پر اس کی محبت اشیاء کے ساتھ ہو کہ کوئی
 تغیر و تبدل کی راہ اس میں پایا نہ جائے۔ جیسا کہ حیوانی (مادیت)
 کی محبت صورت کے ساتھ ہو کہ تغیر و تبدل اور پلٹنا اور سیردگی
 جو صورت کے لوازمات سے ہے حیوانی اس سے لاحق نہیں
 ہوتا ہے۔

سراجی مولف

صورت کو تغیر نہ حیوانی گو نعم
 صورت کو تغیر ہے نہ ہوئی کو کھلی ہاں نہیں
 یوں حق کو محبت ہے بعالم بالذات
 حق تعالیٰ کو بالذات کے عالم ساتھ الہی محبت ہے
 ہر چند مبہین صورت و حیوانی باہر
 بہت کچھ صورت اور حیوانی الہی میں ملے ہوئے
 برحق ہے مبرا از تغیر عالم
 برحق تعالیٰ عالم کے تغیر سے بری ہے
 مثال دیگر جیسے کہ آفاق کا نور محسوس ذاتی طور پر کوئی لون و رنگ
 نہیں رکھتا ہے لیکن جگہ رنگ برنگ شیعوں پر پڑے تو ڈالنے مختلف

رنگوں کے مطابق رنگین دکھائی دیتا ہے اور لیکن کوئی تغیر و تبدیلی اور
کوئی غلطی و نقصان اس کی بے لونی و بے رنگی میں راہ پایا نہ جائے۔
مولوی حاجی قدس سرہ

رباعی

اعیاں ہمیشہ شیشہائے گونا گوں بود
اعیان تمام رنگ رنگ کے شیشے تھے
کافتا و برآں پر تو خورشید وجود
جبکہ اُن پر وجود کے خورشید کا پر تو پڑا
ہر شیشہ کہ بود سرخ بازار دو کیود
ہر شیشہ لال پیلا نیلا جو کچھ کہ تھا
خورشید در اں ہم بہ ہاں رنگ نمود
خورشید بھی اُن میں اسی رنگ سے دکھائی دیا

رباعی

مستی کے بذاتِ خود ہویدا است چو نور
مستی جو اپنی ذات سے ظہور ہے نور کے مانند
ذواتِ کمزورات ازو یافت ظہور
کمزورات کی ذاتیں اس سے ظہور پائیں

ہر چیز کہ از فروغ ادا افتد دور
جو چیز کہ اس کی شعلہ سے دور پڑی رہے
در ظلمت نیستی بماند مسور
نستی کی ظلمت میں پوشیدہ رہے

رباعی

جس چیز کے رخ پہ دیدہ و رآنکھ تیری
ظاہر ہے یہ شے کی صورت و شکل سے حق
ہر حال کہ یہ مراقبہ ہے نظری
بالذات ہے اگرچہ شکل و صورت سے بری
جس چیز کے رخ دیکھ رہی ہو تیری آنکھ
حق تعالیٰ شے کی شکل و صورت سے ظاہر
جانتا رہ کہ یہ نظری مراقبہ ہے
بالذات ہے اگرچہ کہ شکل و صورت سے بے نیاز ہے

رباعی

بچوں ہے حقیقتاً حق اما پیدا
حقیقت میں حق تعالیٰ بچوں و بے چگون ہے
ہے چوں و چگون خلق سے ہو بینا
لیکن خلق کے چوں و چگون سے ظاہر ہے تو ہٹا یعنی دیکھنے والا ہے

بے رنگ بذاتِ خود ہے نورِ خورشید

سودج کا نور اپنی ذات سے آپ بے رنگ ہے

پر جلوہ مناسبتِ رنگ ہر ہر عینیت

ہر ہر شیشہ کی رنگت سے جلوہ دکھا رہا ہے

دوسرا جانئے کہ کلی مثال کو وجہ دعاء پر ہم نے پیش کی وہ تمام

وجوہات پر یہی تصور کرنا نہیں چاہئے اس لئے کہ وہ اشکال کے واردات

کا حمایت اور دگر اسی لازم پاتا ہے مقصود کے برآمد حاصل کرنے

کے لئے آئی یہ کفایت کو مانگتے ہیں چاہے وہ یہ ہے کہ وجود عدم باوجود

اس کے تمام اشیاء کی صورت کے مجسمہ ظہور فرمایا ہے۔ مظاہر کے مطابق

اور گونا گوں آمینوں میں اپنے کو دکھایا ہے یعنی جس حالت میں ذاتی معیت

بلکہ حقیقی عینیت بے کیفیت اشیاء کے ساتھ رکھتا ہے تیار میاڑی صفت

اس کی ذات اعلیٰ پر ثابت اور محقق ہے نہ یہ کہ ذہنی امور کے مفہوم

کلی کے مانند ہوئے یہ معقولات ثانیہ کے مطابق ہوئے جو خارج میں

وجود نہیں رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے اعلیٰ اور بزرگ تر ہے

لَعَالَى اللّٰهُ عَنِ ذَٰلِكَ عَلَوًا وَكَبِيرًا۔

کلمہ ^{۲۲}عکس لطیف

بیان میں خود کی پہچان، رسول کی پہچان، اور حق کی پہچان

تحقیق کمال کے لئے اس کو جسم عنصری لازم اور واجب ہوئے ع

روح بے قالب بندہ کارکرد

یعنی روح بغیر جسم کے کام نہ کر سکے

اور بعضے عارفین اس کو نفس مقید بھی کہتے ہیں اور وہ عالم خلق سے

ہے نہ کہ عالم امر سے دوسرا لطیف جس پر جو خواب میں دکھائی دیتا

ہے بیداری میں نہیں مگر جبکہ خدا تعالیٰ دکھائے اور توڑ و جوڑ

وغیرہ کے قابل نہ ہوئے اور ان کو حق سبحانہ تعالیٰ روز میثاق میں آدم

کی پشت کے ذریعے وقفہ اور اوقات گزاری کے اور زمانہ گزاری

کے بعد پیدا کر کے چار قسم میں تقسیم کیا۔ اور المست برکیم کے خطاب سے

مخاطب گردانا۔ اور تیز روی ایسی ہے کہ اگر چار میں آنکھ جھپکنے میں بلکہ

اس سے کم وقفہ میں مثلاً مشرق سے مغرب میں اور مغرب سے مشرق

میں یا عرض اعلیٰ سے تحت الثری میں یا تحت الثری سے عرض اعلیٰ تک

جاوے۔ یہاں خواب اور موت سے امن میں رہیں اور اس کو خلق الوجود

جسم لطیف و تن روحانی و قلب مقید وغیرہ نام رکھتے ہیں اور یہہ

عالم امر سے ہے اور بعض کے نزدیک نہ فقط عالم امر سے نہ فقط

عالم خلق سے بلکہ ایک وجہ سے امر سے کہہ سکتے ہیں۔ اور ایک وجہ

سے عالم خلق سے اور اس کو خیال اور مثال کہتے ہیں اس لئے کہ شکل

و صورت اور مقدار و اندازہ تعین و شخص و طول و عرض و گہرا اور

و ہندا و اجزاء وغیرہ میں اس کے اور تن خالی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے

مگر لطافت اور کثافت کا۔ اگرچہ دوسرے اعتبار سے بزرگی اور بڑائی کو اس کے کوئی ضد و انتہا نہیں ہے۔ شاید ایک سبب اس کا نام مٹائی ہوتا یہ بھی ہوگا۔ اور لیکن اس کو تاہ سمجھ فقیر حقیر کے قلب میں گزرتا ہے کہ ادنیٰ وہ ہے کہ تن کثیف کو تن لطیف کی مثال جانے نہ یہ کہ تن لطیف کو مانند تن کثیف کہے۔ اس لئے کہ تن لطیف تن کثیف سے قبل پیدا شدہ ہے۔ بعد تن لطیف کے ایک طویل زمانہ اور مدت ومانہ کے بعد تن کثیف پیدا ہوتا ہے۔ پس اس تمثیل کے ساتھ اس کا نام پانا دوسرے معنی سے ہووے۔ نیز جانئے کہ جملہ حس و حرکت اختیاری ہوشیاری اور خبرداری جسم کثیف میں اس جد لطیف کے سبب ہے اگر واجب کے انضواء جزئی میں ممکن کے اعضاد اجزائی نہ ہووے کوئی حس و حرکت اختیاری واجب میں ممکن نہ ہووے۔ جیسے کہ خواب کی حالت میں اودموت کے بعد یہ معنی واضح ہے۔ اگرچہ چھپے کہ جبکہ خواب کے عالم میں روح جاری لیتے ممکن واجب سے جدا ہوکر سیر و سیاحت کرتی ہے بعد اس کے واجب میں واپس آئے تو کس درجہ سے؟ میں کہتا ہوں مثلاً پانی کو جو کہ خاک کے یہ نسبت لطیف ہے جب خاک پر (یہ نسبت پانی کے یہ کثیف ہے) تم ڈال دیں۔ کس دروازہ سے خاک میں پھلا جاوے؟ اور داخل نہ ہووے؟ اگر یہ کہے کہ تمام اجزاء خاک کے آب لطیف کے لئے دروازہ کے مانند ہیں پس پانی کی لطافت کو خاک کی کثافت منع کرنے والی اور رکھنے

والی نہیں ہوتی ہے اور داخل ہونے اور سرایت کرنے سے روکتی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں۔ مساکات خوابنا منکو فہو جوا بکو صتا (جو جواب ہمارا تم سے ہے پس وہ تمہارا جواب ہم سے ہے) تیسرا تمتع الوجود جو دونوں کو دیکھنا اور دیکھا جائے۔ یعنی واجب الوجود جو بیداری میں دکھائی دے اور ممکن الوجود جو خواب میں دیکھا جاتا ہے تمتع الوجود جو تیسرا ہے خاص اُن ہر دو منظر کو دیکھ اور دیکھنے والا ہووے۔ اور وہ دیکھنا نفس الامر (حقیقت میں) ایک ہے دو نہیں۔ رنگ میں دونوں کے دیکھے یعنی بینائی ہر دور کی مری بنے نظر شی واحد ہے (یعنی ایک) دوشی نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ وہی ایک تمتع بیداری میں واجب کو اور خواب میں ممکن کو دیکھتا ہے نہ دوسرا اگر مانند مری کے (دیکھے جانے والی) یعنی منظر جو دو ہیں دیکھنا (نظر) بھی وعدہ ہوتے اور واحد نہیں ہوتے۔ جو کچھ عالم خواب میں دیکھا جائے بیدار ہونے کے بعد اس کو یاد آئے۔ اور محفوظ نہیں رہتا ہے۔ پس تحقیق پایا کہ رائی (نظر) ایک ہے اور مری (نظر) دو۔ اور اس کو نظر اور بیش نام رکھتے ہیں اور مہدی یعنی اردو دیکھ کر کہتے دینی صفت دل و دینا کے صفت روح دل کی صفت کا جانتے والا اور روح کی صفت کا دیکھنے والا) جو کہ میں اسی مقام پر ہے۔ پس جانا گیا۔ تمتع دیکھنے والا ہے نہ دیکھا ہوا یعنی خواب میں دیکھا جائے اور نہ بیداری میں بلکہ بیداری میں بینائی واجب کی ہے۔

اور خواب میں بینائی ممکن کی۔ اور متمتع عربی میں منع کیا گیا اور وجود یہاں
 معنی میں جسم کہے ہوئے۔ پس یعنی متمتع الوجود جسم سے منع کیا گیا ہو کہ
 اس لئے کہ اس کو شکل و صوت اور مقدار و اندازہ چونی اور چگونگی نہیں
 ہے۔ مانند جسم لطیف و کثیف کے۔ وہ ایک بسیط یعنی پھیلی ہوئی
 غیر مرکب شے ہے کہ ترکیب و ترتیب چاہے لطافت کی حیثیت سے
 خواہ کثافت کے اعتبار سے اس میں امکان نہیں رکھتی۔ تا دیکھائی ہو کہ
 اور دیکھا جاوے اسی وجود کو لطیفۃ الہیہ اور روح مقید و نفس فاعلہ
 وغیرہ کہتے ہیں۔

بعض لوگ متمتع الوجود کو ظلمت جو کہے ہیں اس سے اس کی غیر مرکب
 و پاک و بے عیب اور نہایت لطیف اور مقدار و چونی و جذبگی نہ ہونا
 کی کیفیت کی طرف اس کا اشارہ ہے جو تھا عارف الوجود یعنی تینوں
 کی پہچاننے والا اس ساخت کے ساتھ مثلاً ایک دیکھنا بیداری میں۔
 دوسرا دیکھنا خواب میں تیسرا ہر دو کا دیکھنا۔ اس کو دانش اور
 نورِ نفس مطلق اور اس کے مثال کہتے ہیں۔ اور اردو میں بوجہ نام رکھتے
 ہیں اور یہ وجود بھی بچوں و بے چگونگی اور لامکانیت وغیرہ کی صفت
 کے ساتھ جو کچھ کہ تعریف و توصف میں متمتع الوجود میں کہا گیا ہے
 موصوف ہے اور فرق عارف اور متمتع کے درمیان جو ہے دانش و عشق
 کا ہے تحصیل و اجمال اور تمیز اور عدم تمیز کے ساتھ ہووے یعنی متمتع
 یافتہ محفل کو کہتے ہیں جو جیسا کہ چاہے تمیز نہیں رکھتا ہے اور عارف

یافت مفصل کو جانتے ہیں اس سے شئی کو جیسی کہ وہ ہے ماہرے یعنی جیسی کہ شئی شاخ ہے تمیز و تفصیل کے ساتھ معلوم اور مفہوم ہووے۔ پس صاحب الامتیاز یعنی ان میں جو فرق ہے دانش اور بینش۔ تفصیل و اجمال و تمیز کا ہووے پس فہم و تامل و غور فرمائیں۔ پانچواں شاہد الوجود یعنی شہادت اور گواہی دینے والا۔ جاننے کے عرف عام میں شاہد اس کو کہتے ہیں جو معاملہ اور مابصری پر تجربہ اور واقفیت کلی رکھتا ہو یعنی علم الیقین سے جانا ہو۔ اور آنکھ کی نظر سے دیکھا ہوا ہووے۔ پس اس صورت میں شاہد الوجود بھی مراد ہے

محقق کی یانت سے بے شبہ۔ کامل ادراک۔ نقصان اور عیب نہ ہووے یعنی گواہ امری ہووے کہ ایسا ہی ہے اور اس کے سوا ہر گز نہیں ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ ایک دیکھا ہوا بیداری میں اور دوسرا دیکھا ہوا خواب میں اور تفسیر ناظر اور بینا دونوں کا چوتھا جانا اور پہچانا ہوا تینوں کا۔ پانچواں ہر چاروں پر گواہ بدلل و یقیناً۔ پس تمتع اور عارف کے مابین فرق کو ہم اشارۃً بیان کیے ہیں۔ اب یہ جان لو کہ جو کچھ فرق ہے حرکت اور قرار۔ اے عارف شاہد کا ہووے مدرم۔ جبکہ وہی یانت مذکور میں حرکت باقی رہے، عارف الوجود ہے۔ اور جب یقین کمال کے حصول کے سبب اس کی حرکت قرار اور سکون سے بدل ہووے شاہد الوجود روشن کے مانند جب تک وہ رفیق یعنی پتلا رہ کر سیلان اور حرکت اس میں باقی ہے۔ جب بندھا جائے اور منہج ہووے اور قرار و سکون پائے

اور جنبش و حرکت اس کی زائل ہوئے۔ پس اس مرتبہ کو یعنی شاہد الوجود کو دل مطلق اور قلب عالی بھی کہتے ہیں۔
 پھٹو اں۔ واحد الوجود اس سے مراد یگانگی پانا ہے۔ پانچوں مراتب کے درمیان یعنی چھٹا مرتبہ بھی پانا ہے جو یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ وہ پانچواں مراتب مذکورہ کے تمام مظاہر اور آئینے اور عکسین اور جلال و ظلال اور نسبت و اضافت اور شانین اور اعتبارات میرے میں اور دونوں آئینے اور مظہر دور کرنے اور تجلی دینے والے اور ظاہر بلکہ عین حقیقی بھی۔ آئینے اور مظاہرے میں ہیں۔

یہ نفس دل و روح یک۔ ان معنوں کو خارج دیکھ۔
 یہ نفس اور دل و روح ایک ہیں۔ ان کے معنوں کو خارج یعنی ظاہر میں دیکھ لے۔
 نفس و روح و عقل و دل جملہ یکے ست۔ نفس اور روح و عقل و دل جملہ ایک ہیں۔
 مرد معنی اور نیما کنی شکے ست۔ باطن و ظاہر اس مرد کو اس مقام تک پر کر کے گائیٹنگ
 جیسا کہ مثلاً نفس انسانی علم سیکھا۔ اس کو عالم کہتے ہیں۔ اور
 کتابت کی اس کو کاتب جاتیں۔ اور موزوں کلام بنایا۔ نام پایا
 اور صورت گیری اور نقاشی کی صبغت پر عمل کیا مصور اور نقاش کا
 نام پایا۔ اس طرح ثم کذا ثم کذا شرح گلشن راز میں فرماتے ہیں کہ
 نور اور عقل و روح اور ہر خفی اور نفس ناطقہ اور قلب ایک
 حقیقت ہیں۔ ظہور کے انداز سے مراتب میں صفات کے اختلاف
 کے باعث یہ مختلف اسماء پیدا کئے ہیں۔ ہر اسم اس کی صبغت خاص کے

اعتبار سے جو سمجھنے اور غور کرنے والے پر مخفی نہیں ہے۔ لیکن وجہ تسمیہ
 یہ عقل یعنی عقل نام پایا جاتا اس سبب سے ہے کہ اپنی ذاتی فکر اور
 اپنا موجد (بنایا ہو) دکھائی دیتا ہے۔ اور اشیا کا جانتے والا وہی ہے
 اور روح کا نام دیا جاتا اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنی ذات سے زندہ
 ہے اور زندہ کرنے والا آخر کا اور مہر اس وجہ سے ہے کہ ارباب علوم
 (یعنی اہل دل) کے سوا اس کا ادراک کر نہیں سکتے ہیں اور مخفی اس
 حیثیت سے کہ اس کی حقیقت عارفین وغیرہ پر بھی پوشیدہ ہے
 اور نفس ناطقہ اس وجہ سے کہ کلیات کا ادراک کرنے والا یعنی سمجھنے
 والا وہی ہے اور قلب اس لئے کہ نشونات الہیہ کا منظر اور ہر لحاظ اس
 سے ایک اثر اور خلق دوسری ظاہر ہوتی ہے۔ منقلب یعنی پلٹنے
 والا ہے ایک صفت سے دوسری صفت پیدا اور دوسرا سبب
 یہ کہ منقلب درمیان ایک رُوسے جو حق کی جانب ہے اور ایک
 رُوسے جو خلق کی جانب ہے اور حق سے فیض پانے والا ہے ان
 مراتب کے سوا معرفت میں نفس مرتبہ (ذات مرتبہ) دوسرا تصور
 پایا نہیں جاتا ہے اور روح قدسی اور ذات واحدیت اور مقام قرب
 اور روح مطلق اور ان جیسے اور بھی ان ہی کو نام رکھتے ہیں۔ بعض
 عارفین چھ سے زیادہ بھی مقرر فرماتے ہیں۔

عبارت اشاعتی وحسک واحد دل انی دلک الجمال بشیر
 جملہ یکذات است و ما مقف جملہ یکخوف و عبارت مختلف

نام ایک ذات ہے لیکن کئی صفتوں سے متصف ہے۔ تمام ایک حرف میں عبارت مختصہ ہے دوسرا جانتا چلے کہ یہ تمام مراتب سترہ (چھ مراتب) جو مذکور ہوئے چاہے ناقص چاہے کامل چاہے مقید خواہ مطلق یعنی نفس مقید دل مقید روح مقید نفس مطلق دل مقید کو روح مطلق خواہ از روئے فنا و بقا علمی حاصل ہو وہیں یا از روی فنا و بقا و حاکم شرف ہو وہیں تمام عہد کے داخلی مراتب ہیں یہ مراتب داخلی رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہیں۔ اور نہ مراتب داخلی حضرت ذوالجلال والا اکرام کے اس لئے کہ رسول خدا کے مراتب داخلی عہد کے مراتب داخلی سے جدا اور حق حل و علی کے مراتب داخلی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب داخلی سے علیحدہ ہیں۔

اسی بناء پر کہ محققین کا قاعدہ ہے کہ عہد کے مراتب داخلی سابقہ ترتیب سے رسول علیہ السلام کے مراتب داخلی کے مظاہر خارجی ہیں۔

رسول علیہ السلام کے مراتب داخلی حق سبحانہ تعالیٰ کے مراتب داخلی کے مظاہر خارجی ہیں باوجود اس کے حق تعالیٰ کے مراتب

داخلی حق تعالیٰ کے اور تمام مراتب داخلی عہد کے وحدت الوجود کی حیثیت سے ایک دوسرے سے عین حقیقی ہیں۔
 ۲۔ ہمہ اتہا ہے امکانی چہ مجرد چہ جسم و جسمانی

تمام امکانی مراتب میں کیا مجرد اور کیا جسم و جسمانی
 سہریاں دارد و ظہور اما سہریاں نے بدون زدنش ما
 سہریت رکھتے ہیں اور ظہور لیکن ایسی مراتب جو ہماری سمجھ بوجھ سے باہر
 الاول اور حقائق کے اعتبار سے ایک دوسرے کے غیر ہیں۔
 حقائقہ و اعلو فان کلامتا ہذا مستلزم
 الحفظ المراتب مع تحقیق وحدت الوجود الحقیقی
 و السلام علی من المتبع المہدی و خلی النبی عن
 اللہ و علیٰ تحقیق وہ ہیں اور چنان کہ تحقیق ہمارا کلام حفظ مراتب
 مستلزم ہے وحدت الوجود حقیقی کی تحقیق کے ساتھ اور سلامتی
 ہے اس پر جس نے ولایت کی اتباع کی اور باز آفا نفس کی خواہشات سے

کلمہ کمال جسم

جاننے جسم کشف میں جو اس کو جسم مقید کہتے ہیں۔ اپنے استعداد
 کی تحت سے کمال کو پہنچنا اور عقل سے فاعلی مطلق ہونا شامل ہے۔
 جیسا کہ تخم میں شجر کی تفصیلیں اور نقطہ میں مراتبی۔ جس کی تفصیل اوپر
 گزر چکی ہے درجہ پس جب وقت معین و مقدار پہنچے اپنے
 ذاتی خواہش اور اپنی اصلی استعداد کے مطابق جس طریق سے کہ ممکن
 ہو یعنی فاعلی مطلق اللہ تعالیٰ کی مودھیت یعنی عطیات سے
 واسطہ یا بواسطہ انسان کمال و ممکن کی عنایت و یا طاعات و عبادات

اختصار اور مختصراً جلتے کہ جسم کثیف جو ذریعہ عناصر سے مرکب جو بننا
 اور بگڑنا جوڑ توڑ کے قابل اور دوسرے جسمانی صفات ہووے
 اور بیماری میں چشم ظاہری سے دیکھا جائے اور ماور وید کے واسطہ
 سے ایک عرصہ اور ایام گزرتے کے بعد پیدا ہوئے اور درجہ بدرجہ
 کمالیت اور تمامیت قبول کرے جیسے کہ مادہ خاک سے نطفہ ہووے
 اس کے بعد علقہ اور اس کے بعد مضغہ بنے اس کے بعد ہڈیاں بننے
 لگے بعدہ لیاں گوشت پہنے اور بعد درست بن جائے جسم کے لئے
 یعنی تن بے جان اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بعد روح انسانی
 اس میں پھونکی جائے اس کے بعد شکم مادر سے باہر آئے اور چند روز طفل
 رضیع یعنی شیر خوار رہے اس کے بعد بچہ ولد کا اس کے بعد بالغ و شاب
 یعنی نوجوان اس کے بعد ازاں ادھیر عمر اور دو موہ کھڑی بال یعنی سیاہ
 و سفید ملے ہونے اس کے بعد بزرگ اور بوڑھا بعد ازاں وفات پائے
 یعنی مر جائے پس برزخ یعنی قبر میں اترا آئے۔ پس اگر خدا چاہے خاک اس
 کو کھائے نہیں اور عالم رہے۔ حشر کے دن تک۔ اور اگر چاہے دیرے
 بن کر اور کلاماً خاک کھایا ہو ابتداء لے پس شگوت یعنی اٹھایا جائے
 حشر کے دن۔ الی ماشاء اللہ یعنی جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہے حاصل کلام
 یہ کہ جسم کثیف عنصری کو خال وادہ علیہ حشریہ کی اصطلاح میں واجب
 الوجود معنی میں لازم الوجود نام رکھتے ہیں یعنی روح انسانی کے تدبیر
 اور استحوال کے لئے ظہور روح صفات اور افعال اور اس کے

مذاہمت کے سبب اور ریاضتوں اور مجاہدوں کی ہمیشگی جو اس سے مراد راہِ حق کے سلوک اصطلاحی ہو وئے وہ جسم مذکور اپنی قوت سے فعل کے مرتبہ پر قید و نقص سے ہی (اطلاق اور کمال کے درجے پر پہنچ جائے۔ چنانچہ بعض اولیاء و اصفیاء سے حکایتیں اور منقول ہے کہ ایک ہی ساخت میں کئی مجالس اور محافل میں حاضر رہے اور تناول و طعام و کلام فرماتے ہیں۔ اس اطلاق جسم کے مرتبہ کو بعض لوگ سر اور جسم مطلق کہتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ میں اصحابِ شمال جو اہل کفر و گمراہی و شقاوت ہیں۔

اربابِ تمین کے ساتھ جو اہل اسلام و ہدایت و سعادت والے ہیں۔ شرکت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ کش اور ام اور انجمن کے افسانے ہندی برہمنوں سے سنتے ہو۔ پس لہذا بعض عارفین اس مرتبہ اطلاق و انبساط اور کشف مراتب متعلق جسم کو عام جاننے خاص نہیں۔

اور توحید کے کمال کا مرتبہ اور معرفت حقیقی الہی کو خاص کہتے ہیں۔ ^{عام نہیں} دوسرا یہ کہ اگر کالمیں اور خاصانِ حق دنیا میں مذکورہ مرتبہ پر پہنچیں تو بہتر درجہ آخرت میں عوام و خواص بڑے دینک اور اصحابِ جنت و دوزخ کو الیقہ ضرور میسر ہو اگرے گا۔ چنانچہ وعدہ و وعید کی حدیثوں سے استفادہ ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ جنت کا کترین جگہیں دنیا اور اس کے اس

مقدار کے برابر صودہ میں پس اس ذرا سا جھوٹے حید سے عیش و عشرت
نقصیہ و حکومت تمام اس منزل و مقام میں بغیر اجسام مبطل و
مطلق کے کیوں کر حاوی ہووے۔

الحاصل جسم عنصری مقید جبکہ اپنے انبساط اور اطلاق کے کمال
لوہو پہنچے یعنی فعل کی حیثیت سے مطلق بن جائے۔ قادر علی
لاطلاق جل جلالہ و عم ذوالہ کے فضل سے اگر چاہے اپنے ایک
بسم کو تمام عالم اجسام بنا دے ان تمام عالم اجسام کی طرف جو
س باری تعالیٰ کے مخلوق اور محذور ہیں اور اس مرتبہ کو جسم مطلق
عارف الوجود اور سر اور واحدیت وغیرہ کہتے ہیں۔

ایسا ہی جبکہ جسم مثالی مقید اس کا جو قلب اور دل مقید
ہے صفا اور لطافت مرتبہ کمال اور تمام نورانیت و اطلاق اولیٰ اس
ذات ہووے اس وقت اگر چاہے اپنے ایک دلی کو تمام عالم قلوب
سکے۔ سوائے ان کے قلوب کے جو حضرت علام الغیوب کے
حب مخلوق ہیں۔ اور اس مرتبہ کو قلب مطلق اور شہ الوجود
ر نور وحدت اور مانند اس کے نام رکھے ہیں اور اس طرح جب
مالک کی روح مقید مرقوم الصدر و اسطوں اور شرائط کے
تھک یا بغیر اس کے انبساط اور اطلاق کے مرتبہ کمال موصول ہووے
و وقت حضرت و امیب العطیہ جل جلالہ کی امداد و
انت سے اگر چاہے۔ اپنی ایک روح کو تمام عالم ارواح بنا دے

سوائے ان تمام ارواح مجسمین و مجرین کے (جسم رکھنے والی اور جو جاندار ہیں) جو جاندار اور جان آفرین جل جلالہ کے پیدا کردہ ہیں اور اس اطلاق روح کے مرتبہ کو واحد الوجود اور روح قدسی اور روح مطلق اور ذات واحدیت وغیرہ کہتے ہیں۔ لامشاملۃ (یعنی الاصطلاح) (اصطلاح میں کوئی زیادتی نہیں ہے) پس فہم کرو اور جانو۔

کلمہ معرفت عبد ورب

یہ کلمہ بھی معرفت العبد والرسول اور حق کے بارے میں مخفراً جاننے کے باقتضائے مطلب ”من عرف نفسه“ فقد عرف ربه (جس نے پہچانا اپنے رب کو نفس کو پس تحقیق وہ پہچانا اپنے رب کو) کے نفس کی معرفت یعنی خود شناسی (اپنی پہچان) ایک ضروری امور ہے جو ”اذفات الشراطات المشروط“ یعنی جب شرط مر جائے تو مشروط بھی مر گیا۔ اور وہ اپنے مراتب و اعلیٰ کو پہچانے۔ مقید ہو اور مطلق جیسا کہ نفس مقید اور دل مقید اور اس طرح نفس مطلق اور دل مطلق اور روح مطلق جیسا کہ یہ تقریر سابق میں گزر چکی ہے۔ اس کے بعد

معرفت الرسول یعنی پہچاننا رسول علیہ الصلوٰۃ والتحيات یہ اعظم سعادات بلکہ افضل ترین عبادات سے ہووے۔ اور وہ خود شاہی سے پہلے مشکل ہی مشکل ہے اور اس کے بعد آسان ہی آسان ہے۔ کاملین اور مکملین کے ارشاد اور فیض سے یعنی جیسا کہ (عبدال) میں تین مرتبے مقید اور تین مرتبے مطلق ہیں ایسا ہی ذات مبارک حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نور محمد پہ ان مکمل درود اور رحمت اور تحیت ہو تحقیق پائے اس بنا پر کہ اگر ان حضرات میں نہ ہو مہرے اور تیرے ہیں کہاں سے ظاہر ہووے۔

خشک ابرے کہ بود ذات تہی ناید ازوے صفت آب و ہوی
سوکھا ابر جو پانی سے خالی ہے اس سے پانی برسنے کی صفت ظاہر نہوے
انما من نور اللہ وکل شیء من نوری۔ لیں مخلوق
مطلق اور منظر اتم یعنی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو عقل کل اور روح اعظم سے موسوم ہووے۔ اجمال اور کلیت کے اعتبار سے نہ کہ تفصیل اور جزئی حیثیت سے تین مرتبے تحقیق پائے ہیں۔

۱۔ ایک مرتبہ روح مطلق جو خود روح اعظم اور عقل کل ہے۔

۲۔ دوسرا مرتبہ دل مطلق جو نفس کل ہے۔

۳۔ تیسرا مرتبہ تعین مطلق جو جسم کل ہے۔

گویا کہ یہ تین مرتبے مطلق مذکور آنحضرت کے منظر اور اصل ہیں۔ اور تین مرتبے مقید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱۔ جو بواسطہ حضرت محمد اللہ و حضرت آمنہؑ کہ میں تولد پائے اور بعد وفات کے مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے۔ آنحضرت کے جسم مطلق مذکور یعنی جسم کلی کے منظر اور ظل ہے۔ (جسم مقید) ۲۔ اور دل مقید آنحضرتؐ کا جو اس جسم مقید مذکور میں داخل اور سرانت اور حرکت جاری رکھتا ہے آنحضرت کے مذکورہ دل مطلق کا منظر اور ظل ہے۔

۳۔ اور روح مقید آنحضرتؐ کی جو متعلق اور تدبیر (تدبیر بنائے والی) اور مقرف (لصرف کرنے والی) اور حرک اور مسکن (ساکن) ہے والی اور متخلی (تخلی دکھانے والی) اور ظاہر آنحضرت کے جسم مقید غمضی میں مذکورہ دل مقید کے واسطے سے ہوئے۔ وہ آنحضرت کے روح مطلق کی منظر اور ظل ہے۔ حین کا ذکر اور پرکھنا ہے۔ بلکہ روح مطلق آنحضرت جو مرتبہ تولد میں پہلے مذکور ہوئی ہے در نفس الامری یعنی حقیقت میں منظر اصل ہے۔ اور تمام عالم ارواح مظاہر خارجی اور اس کے ظلال ہیں۔ اس طرح جسم مطلق مذکور آنحضرتؐ کا منظر اور اصل ہووے اور تمام عالم اجسام مظاہر خارجی کے اور اس کے ظلال ہیں۔ ایسا ہی جسم مطلق مذکور آنحضرت کا منظر اور اصل اور حلقہ عالم اجسام مظاہر خارجی اور اس کے ظلال ہیں۔

جانتے کہ اس باب میں اگرچہ تفصیل اور طوالت کے ساتھ میں

بیان کر سکتا تھا لیکن کوتاہ اور مختصر کرنے میں مصلحت جانا۔
 پس رسولِ شناسی کے بعد حق شناسی زیادہ قریب کا طریقہ اور
 حصولِ آسانی میسر ہووے وہ بھی حق سبحانہ تعالیٰ کے مراتب
 داخلی کو پہچاننے سے مراد ہے مطلقاً و مقیداً تین مطلق اور
 تین مقید۔ لیکن تین مطلق

۱۔ ایک احدیت جو کالبعین اور دالود اور غیب الغیب اور عدم
 العدم ہووے۔ اور وہ ذاتِ بخت اور وجود صرف اور نہیں
 پاتا ہے مطلقاً۔

۲۔ دوسرا مرتبہ وحدت جو تعین اول اور حقیقت محمدی اور برزخ
 کبریٰ ہے اور وہ پاتا ہے اجلاً (مختل طور پر) کہ منہم (میں ہوں)
 یا صلت منہم (ہوں میں)

۳۔ تیسرا احدیت جو تعین ثانی اور حقیقت الثانی ہے اور وہ
 پاتا ہے تفصلاً کہ منہم جنس جنات (کہ میں ایسا ولیا ہوں)
 لیکن تین مقید ۱۔ حقائق ارواح ۲۔ حقائق قلوب ۳۔
 اور حقائق اجسام ہے۔ جن کو اعیان ثابۃ اور صور علمیہ نام رکھتے
 ہیں۔ اگرچہ تین مرتبہ مذکورہ اعیان خارجہ کی نسبت سے
 اور علم قدیم الہی پر نظر کرتے ہوئے مطلق ہیں۔ لیکن احدیت
 اور وحدت و واحدیت کی نسبت سے مقید کہے گئے ہیں۔
 اس لئے کہ یہ تین مرتبہ ذات و صفات حق کے ہیں اور یہ

یہ تینوں مرتبے ذاتیں اور صفاتِ خلق ہیں علم الہی میں
پس ذات و صفات حق کو فوقیت رتبہ ہودے (رتبہ میں
اوپر ہونا) اور ذات و صفاتِ خلق کو تحت رتبہ (رتبہ میں
نیچے ہونا ہے) پس ان ہی دو وجہ سے ان کو مطلق اور ان کو مقید
ہم نام دیئے ہیں۔

پس بعد پہچاننے حق تعالیٰ کو۔ اور پہچاننا رسول علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا اور پہچانتا خیر کی جن طریقہ پر کہ مذکور اور مرقوم ہوا ہے
والتبتن یعنی جاننا اور پہچاننا نسبتی کا جو خدا اور رسول کے مابین
تحقیق پایا ہے اس کو علم رشتہ کہتے ہیں اور جملہ واجبات اور انقض
سے ہودے اور وہ مکمل پیر کامل کے یقین اور ارشاد پر موقوف ہودے
علم مذکور کے فوائد اور منافع سے ایک یہہ ہے کہ تینوں معرفت کی
تحصیل اور تحقیق کے بعد جو مقید اور عام ہودے۔ مطلق اور
خاص بن جائے۔ اور وہ مرشد کامل الامداد و عارف جامع للاصدا
(صندوق کو جمع کرنے والے عارف) سے قال صحیح کے سننے پر موقوف
ہے کہ

خذ العلم یا فتواک الحبل لا من الدفاتر
والصنائف (یعنی حاصل کر علم کو منہ سے مرد کے (مرشد کامل)
نہ کہ دفاتر اور صحیفوں سے جبکہ علم الیقین مذکور پیر کامل حاصل
سے حاصل ہو) طالب کو چاہئے کہ وقفاً فوقتاً راہ توحید حقیقی میں

گوش کن از ہوش می گویم ترا
 تو ہوش رکھ کر سن جو میں کہوں تجھ کو
 طاعتِ محبوبہ برحق برشناخت
 محبوبہ الہی کی عبادت برحق ہے لیکن شناخت
 پر (جن کی عبادت کہتے ہو اس کو پہچانا چاہئے)
 کئی تحقیق باشد شش اوئی
 اس کی تحقیق پہلے پہل کب ہو دے
 باشد شش یہ شناختن زان حیثیت
 اس کو اس حیثیت سے پہچانا چاہئے
 افرید این جملہ عالم را زلا
 جو ان تمام عالم کو پیدا کیا لفظ لای یعنی لا الہ
 مشترک بین المحوام و المحواض
 عوام اور خواص کے درمیان یہ پہچانت مشترک ہے لی جلی ہے
 این شنا سائی ست بے سہو و خطا
 یہ ایسی پہچانت ہے کہ بغیر سہو اور خطا کے ہے
 ہم چہانت باز می باید شناخت
 الیا ہی تجھ کو پھر پہچانا چاہئے
 صورت ایجاد اشیاء کل صفا
 تمام اشیاء کے ایجاد کی صورت کو

خفی سے مشغول رہے۔ اس سے مراد اس علم کے عمل سے ہے۔ یہاں تک کہ علم الیقین اور حق الیقین پر فائز ہوئے پس فہم وغور کریں اور عمل کریں۔ اور وصل پائے۔

تظم مولف

شہ مراد حق ز خلق ماعدا
حق تعالیٰ کی مراد بے شمار خلقت سے اپنی
معرفت۔ آنکہ عبادت عابد
معرفت ہے وہ معرفت بھی عابد کی عبادت ہے
یہ عبادت داں مقدم معرفت
عبادت پر معرفت کو مقدم جان
نہ انکہ گفت اجبت ال اعرف خدا
اسی لئے حق تعالیٰ فرمایا اجبت ان اعرف یعنی

کنت کم نرا مخفیاً حاجبت ان اعرف
فخلقت الخلق۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ مجھے
شوق ہوا کہ پہچانا جاؤں۔ پس میں نے خلق کو پیدا کیا اس لئے
عبادت سے پہلے معرفت الہی چاہئے۔

حجت است این عقلی و نقلی دلیل
یہ عقلی اور نقلی دلیلیں ایک حجت ہیں

یہ طریق گو خود آید در ظہور
 اس طریقہ پر گویا وہ خود ظہور میں آئے
 باللباس صورتہ شان دامن
 انکی (یعنی شئی کی) صورت کے لباس میں دائم
 خوال ہوا الظاہر فی قرآن مجید
 قرآن مجید سے ہوا الظاہر (دہی ظاہر) پڑھ
 گرد لیے ہایدت زیں دعا
 تجھ کو اس دعا کے لئے اگر دلیل یعنی ثبوت چاہے
 از خواص حق اخص وارند و لیں
 حق کے خواصوں کے لئے مخلص ہے اور لیں
 غیر شان راہی شناسائی کیجا
 انکے غیر یعنی غیر خواص کو یہ پہچانت کہاں ہے
 یاز اشماسی کہ بر شکل جہاں
 پھر پہچانے تو کہ عالم کی صورت پر
 ظاہر آمد ایند نیچوں جہرا
 ظہر ہوا ہے ایند (یعنی حق تعالیٰ بے چوں و چرا کے
 محض از بہر ظہور عالم است
 صرف عالم کے ظہور کے لئے ہے
 این ظہور صالح عالم نما
 صالح عالم نما (عالم کو دکھانے والا قادر مطلق کا یہ ظہور)

بابت دانی کہ ظہور خلق کرد
 پھر جانے تو کہ خلق کو کس نے ظاہر کیا ہے
 بہر عرفان و عبارت خویش را
 اپنے عرفان اور اپنی عبادت کے لئے
 وَهُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدْهُ
 وہ تمام اشیاء کا خالق ہے پس تم اس کی عبادت کرو
 اَلَا قُرْآنُ مَارِا بَنِي دَادِه بَشَا
 قرآن شریف سے ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے
 قدر عرفان و عبادت میں کمال
 اس عرفان اور عبادت کی قدر کو اے کمال
 زمین بیاں بشتاس می آرش بجا
 اس بیان سے پہچان اور اس کو بجالا
 قول حق شاہ میر است این کلام
 شاہ میر کا یہ کلام قول حق ہے
 وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ
 اور سلامتی ہو جس نے کہ اتباع کی ہدایت پائی

کلمہ قال صحیح

ایک معروف و مشہور قطعہ کے معنی میں جو کتاب گلستانِ سعدی شیرازی قدس سرہ میں مرقوم اور مسطور ہے۔ اس بحرِ دِ تصور کے معترف کے معلومات اور مقدور کے مطابق تشریح ہے

گل خوشبوئے درِ ہمام روزے
ترکیب تو صیفی ہے اضافی نہیں۔ یعنی خوشبو رکھنے والی مٹی
اس سے مراد وہ قالِ صحیح ہووے جو حالیِ صحیح کے عین ہو اور
ہمام سے کتابِ دنیا کا ایک خلوت خانہ کہ جس میں مرشدِ مسترِ تدبیر
مرید کو توجہ فرمائے۔ اور اس سے مولیٰ تعالیٰ کی عشق و محبت
کی گرم جوشی اس کے دل میں پیدا ہو۔ ایک روز یعنی اُس روز جب
کہ میں لشیخِ کامل سے بیعت کر کے داخلِ طریق ہوا میں اور ان کی تعلیم
و تلقین ارشاد کے قابل ہوا ہوں۔

رسید از دستِ محذو جی بدستم

اور دوسرے نسخوں میں بجائے محذو جی محبوبے ہے۔ یعنی
رسید از دستِ محبوبے بدستم۔ دونوں کا ماحصل ایک ہی ہے
گویا کہ مرید صادق اور مضبوط طالبِ کتبہ ہے کہ ایک محذوم یعنی

بزرگ کے ہاتھ سے یعنی مرشد کی زبان سے میرے ہاتھ میں لیجئے
 میری سماعت میں پہنچا۔ قول اور صدق کلام ان کا ہ
 بدو گفتیم کہ مشکلی یا عنبری کہ از بوئے دلاویز تو مستم
 ترجمہ :- اس سے میں نے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر ؟ کیونکہ تری
 دلاویز (دلپسند) بو سے میں مست ہوں جانتے کہ کلام لفظی
 اگرچہ مثلاً اودیان اور دوسرے مخارج سے وہ تعلق رکھتا ہے ۔
 لیکن بوئے خوش جو اس کے معنی اور مفہوم کی طرف اشارہ کرتا ہو سرت
 اور دل و جان کی تازگی کا سبب اور روح رواں کی مستی اور
 سرشاری کا باعث ہو سکے۔ پس طالب حق اور عاشق ذات مطلق
 کہتا ہے کہ میں اپنے مرشد کے قابلِ صحیح کے متعلق جو ان کا لفظی ہے
 میں نے پوچھا کہ المنة للہ واحسان اس باری تعالیٰ کا آپ کے
 مبارک و بابرکت وسیلہ سے محبوب حقیقی و مطلوب معنوی
 حل ذکر کے وصال اور اتصال کی خوشبو (تاثیر جو ہوتا رہا) مرے
 دماغ میں پہنچی۔ اور مقام نفا فی اللہ و بقا باللہ کہ اس کو حال
 مطلق و ذکر حقیقی اور عبادت دائمی اور توجید حقیقی اور معرفت
 یقینی کہتے ہیں مجھ کو آپ کے بزرگ وسیلہ سے حاصل اور میسر
 ہو اور یہ معنی یعنی یہ بات عجیب سے عجیب تر ہے جو کسبِ عمل
 اور ریاضت و مشقت و مجاہدہ و مکاہدہ کے بغیر فقط مالِ صحیح
 کے سننے سے مجھ کو حاصل صحیح حاصل ہوا۔ پس قابلِ صحیح مرشد کا مجھ

مستشرق (مربد) کے سوال کے جواب میں ہے
 گفتہ من کل ناچیز بلام
 ترجمہ - کہا میں ایک ناچیز مٹی تھا۔ اور لیکن ایک مدت
 گلی کی صحبت میں بیٹھا رہا ناچیز اس لئے کہا کہ قال صحیح جو کلام
 لفظی ہے۔ اس سے مراد حروف و اصوات یعنی آوازیں ہیں
 جو اعراض پسند ہیں (اعراض منہ پھیر لینا) الغرض لایبقی
 زمانین۔ عرض کے لئے گویا زمانے قائم نہیں۔

قال فی الصایہ الحامی قدس سرہ

قائد الحامی قدس سرہ نے فرمایا ہے

حرف و صوت تاکہ نو جو حادث
 میشود نیست چوں دو الایث
 حرف و آوازیں جو کہ نئے پیدا ہوتے ہیں
 جیسے دوڑتے ہیں رک رک کر اور زینت ہوتے ہیں
 باشد ال پیش عقل خردہ تناس
 مر کلام قدیم زر چو لباس
 وہ یا ایک میں عقل یعنی نکتہ تناس کے پائے ہیں
 خاص کلام قدیم کے لئے مانند لباس کے جو لباس
 حاصل یہ ہے کہ جب کہ کلام لفظی جو حروف و آوازیں ہیں تمام اعراس
 اور محدثات (نئے پیدا از خود قائم نہیں) سے ہیں۔ میں جو
 کل ناچیز رنگ کوذیر کے ساتھ (یعنی اپنی ذات سے موجود نہیں
 ہوں اور عرض و حادث ہوں۔ باکل گ کو پیش سے یعنی (جمل)
 کے ساتھ (جو کلام نفسی حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے اس کی صفت قدیم
 اور باقی ہے) اس سے مراد ہے اظہار ملکوتات (یعنی منشاء و حقیقت)

و مخزومات (ارادہ ہلے محقق) معلومات الہی کے اور مشہودات
مشاہدہ میں آئی ہوئی اس باری تعالیٰ کے ہیں ازل سے ربط اور
تعلق مانند لگانہ بین سے بیگانہ ہیں کے ساتھ رکھتا ہوں بلکہ وہی
کلام نفسی حق تعالیٰ کا ہے جو کلام نفلی کے اس کے ساتھ عارف

متبہس ہوا ہے۔ اسی بنا پر کہل ہے۔ ۶

کمال مہم نشین دا من اثر کرد

ہم صحبت کا کلام میرے میں اثر کیا

کمال مہم نشین وہ ہے جو فقط قابلِ قیام کے سننے سے سامع کو حال

دائمى مطلق حاصل ہووے جو اس مراد غیریت کے خیال کا رفع

ہو تا وہم دوئی کا رفع ہو نا ہے جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہو ہے

”دع نفسك فتعال الحادع وهم غيرك“

پھوڑا اپنے نفس کو گالیں آجا اور چھوڑتے وہم غیر کو

شعر

وصالی اینجائیے فتح خیال است جو غیر از پیش بر خیزد و حالت

وصال یہاں یہ کہ ایک خیالی کو رفع کرنا ہے جب غیر سامنے سے اٹھ جائے وہی صال ہے

شعر

قرب بے بالادستی رفتن است قرب حق از قید ہستی رستن است

قرب بغیر بلندی دلپستی کے جاتا ہے قرب حق ہستی کی قید یعنی اپنی خوری سے نکالنا ہے

تشعر

وگرنہ من صماں خاسم کہ ہستم
 اور اگر نہیں تو میں ہی خاک ہوں جو ہوں میں
 اس حیثیت سے کہ درمیان لفظی و نفسی کے جو فرق ہے یہ عزیمت
 و جوہریت اور حادث اور قدیم چوں اور بیچوں ہونا رفت
 اور بقا کمال اور زوال بنایا جانا اور نہیں بنایا جانا۔ اور اس جیسے
 جو فرق ہے ظاہر اور روشن ہے جیسا کہ گل و گل۔ لطافت اور کثافت
 اور مثل اس کے فافیم و اعلم۔ پس فہم کرو اور جانو۔

۲۶ کلمہ وجودِ سیر

مجھ کو تاحہ سمجھ کے خاطر میں گزرتا ہے کہ قولہ تعالیٰ
 مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اِلٰهِ - وَمَا
 اَصَابَكَ مِنْ مُسِيْبَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ یعنی جو کچھ
 پہونچے تجھ کو حسنہ اور نیکی سے خدا تعالیٰ سے ہے اور جو پہونچے
 تجھ کو سیئہ یعنی بدی تیرے نفس سے ہے۔ گویا کہ آئیہ کریمہ
 کے ظاہری معنی کے ثبوت کے بعد اس کی پسندیدہ توجہ معتقد
 کی تفسیروں میں صراحت اور تشریح کے ٹکٹے ہیں۔
 احتمال ہے کہ حسنہ سے مراد وجود اور اس کے توابع ہوں مثلاً

حیات اور بقا، علم و ارادہ۔ قدرت و سماعت اور کلام اور مانند
اس کے صفات کمال سے جو کہ وجود مطلق کے ذاتیات سے ہر
اور سیئہ سے مراد عدم اور اس کے توابع ہو دیں جو نقصانات حسیہ
موت اور فنا اور جہل اور اضطراب و بخل اندھا۔ بہرا۔ اور گونا گون
اور اس کے مانند نقص و زوال کے صفات سے جو عدم کے ذاتیات
ہیں۔ ماعتد کو یفقد و ماعتد ا حلقہ
بقای۔

ترجمہ :- جو تمہارے نزدیک ہے وہ آخر ہو جائے (ختم
ہو جائے) اور جو اللہ کے نزدیک ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔
اس سے خبر دیتے ہیں اور نیز رہائی مولوی جامی قدس سرہ الثانی
کا ان معنوں کی تائید میں ہے

رباعی

میدان پہ تعین کہ محض خیر است اے دل
پس شجر معہ مقتضائے خیر است اے دل

ترجمہ

اے دل جس جگہ وجود سیر کیا ہے
جو شر ہے وہ عدم سے ہے اور عدم کو جو دین
یقین کے ساتھ جان کہ محض خیر ہی خیر ہے
پس شجر غیر کے اقتضائے (چاہت) کے بقول
جانتا چاہئے کہ رقم شدہ آیات کریمہ کا مضمون رباعی پر از ہدایت

کے مضمون کے مسئلہ تجد و امثال کو ثابت کرتا رہا ہے۔ جو اہل حقانیت
 رضی اللہ عنہم و عرضا ہم غنی کے دقاتق سے ایک دقیقہ ہے
 (دقیقہ لطیف باری کی)

کلمہ علم و عمل^{۲۴}

خاصانِ اُمت اور رؤسایا ملت علیہ الرحمۃ والرحمتہ (اُن پر
 رحمت الہی اور سلامتی پہنچاتے ہیں کہ علم دین دو قسم پر تقسیم پایا
 ہے۔ ایک وہ علم ہے جو عین عمل ہو اور دوسرا وہ عمل ہے کہ غیر
 عمل ہووے۔

اول کا تعلق اصل سے ہے اور دوسرے کا ربط فرع سے
 ”اے عزیز پر تمیز انصاف کی نظر سے دیکھ۔ انصاف
 دیکھ اس تحقیق کی بنا پر قسم اول علم باطن اس کا حاصل
 کرنا مرشد کامل کے قائل صحیح پر موقوف ہووے کہ اس
 سے مطلق مالِ صحیح حاصل ہوتا ہے حال صحیح مقید
 پر کہ اس کا حصول ذکر و شغل مقید پر موقوف ہووے
 (آہ) کس قدر فوقیت اور زیادتی اور ادنیٰ پن اور
 افضلیت دی گئی ہے۔“

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم - فضل العلم خير من افضل العبادات - علم کی فضیلت بہتر ہے عبادت کی فضیلت سے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فضل العالم على العابد كفضل علي ادناكو - فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر۔
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العالم في قوميه كالبنی فی امتہ - فرمایا عالم اپنی قوم میں گویا بنی ہے اپنی امت میں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلیل العمل مع العلم کثیر وکثیر العمل مع البہل قلیل - فرمایا محوڑا سا عمل علم کے ساتھ وہ کثیر یعنی زیادہ ہے اور زیادہ عمل جہل سے ناواقفیت سے وہ محوڑا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقیہ واحدٌ اشدُّ على الشیطان من الف عابد فرمایا ایک فقیہ (یعنی علم فقہ کا عالم) شیطان پر زیادہ سخت ہے ہزار عابد سے۔

قال العلم شیئٌ لطیفٌ لا یعطى الا العبد

اللطیف - فرمایا علم ایک لطیف شئی ہے غطا نہیں کیا جاتا مگر
لطیف بندے کو۔

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَتَبَهُ الْعِلْمُ أَعْلَى
الرَّتَبِ - علم کا رتبوں سے اعلیٰ رتبہ ہے
وَعَنْهُ مَجْلِسُ الْعِلْمِ وَرُوضَةُ الْجَنَّةِ - اور
انھیں سے ہے - علم کی مجلس جنت کا باغیچہ ہے
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَتِمُّهُ
الْمَعْرِفَةُ خَيْرٌ مِنْ كَثِيرِ الْعَمَلِ تَهْوِثُ سَيِّ
مَعْرِفَتٍ بَهْتَرِ عَمَلٍ كَثِيرٍ
وَعَنْهُ أَيْضًا وَأَنَّ انْخَبَاسَ سَيِّئَاتِهِ -

أَطْلُبُ الْإِدْبَ أَوَّلِيَّ مَنْ طَلَبَ الْإِدْبَ
ادب طلب کر یہ اولیٰ ہے زرو سونا طلب کرنے سے
قَالَ الْمَجْنُونُ قَدْ اسْتَفْرَقَ الْوَجْدُ
فِي الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنْ اسْتَفْرَقَ الْوَجْدُ فِي الْوَجْدِ
علم کے ذوق میں محو ہونا بہتر ہے علم کو ذوق میں محو کرنے
سے - لَا عِبْدَ الْخَمُورِ يَدَارِئُ شَاكِرُهُمْ مَوْلَايَ قَدْ اسْتَفْرَقَ
اس قول کے معنی میں لکھے ہیں۔

یعنی محو ہونا اور ہلاکت پانا وجد کا علم میں اور مغلوب ہونا
وجد کا علم کے لئے بہتر ہے۔ ہلاکت کا وجد میں اور مغلوب

ہو تا علم کا وجود میں۔ حال یہ ہے کہ علم کا غالب رہنا وجودِ حال پر بہتر ہے
 وجودِ حال کا علم پر غالب ہونے سے انتہا پس چاہئے کہ قابلِ صحیح کو سہ سہری
 (بے غور و تامل) نہ سمجھے اور حالِ مفید کی خیریت میں اس پر اندیشہ نہ کرے
 یا عاشقانِ علیہ الرحمۃ والرضوان کے لئے کتابِ گلستانِ (سعدی) میں کیا
 عمدہ فرمائے ہیں۔

صاحبِ پیرِ مدرسہ آمدِ خالقہ
 ایک ولی صفت بزرگ خالقہ چھوڑ گئے
 لنگتِ عہدِ صحبت اہل طریق را
 میں آئے اہل طریقت سے عہدِ صحبت کو قطع تعلق کیے
 مدرسہ وہ ہے کہ جہاں علم سیکھنا و سکھانا جاری رہتا ہے۔ خالقہ وہ مقام
 جہاں اہل طریق درویشوں کے ذکر و شغلِ مراقبہ و مشاہدہ کے لئے
 مقرر ہے۔

گفتہ میاں عالم دعا بدچہ فرق بود؟
 میں نے پوچھا عالم اور عابد میں کیا فرق تھا
 تھا اختیارِ کردی درانہ این طریق را
 کیونکہ تم نے اس سے برطرف ہو کر اس طریقے کو اختیار کیا ہے
 گفتہ آن کلیم خویش بیرون می بروز موح
 کہا وہ یانی کی لوٹ سے اپنی ہی مکملی کو آپ بجا لیتا ہے

وہیں جہدِ میکند کہ بگیرد طریق را
 اور پس اور یہ کوشش کرتا ہے کہ آدھتے ہوئے کو پکڑ لے

عابد صرف اپنا بچاؤ آپ کو لیتا ہے نہ ہر عبادت صرف اپنی نجات

کے لئے ہے۔

عالم اپنے علم سے دوسروں کو ہدایت پہنچا کر سیدھے راستے پر لانے اور گناہوں سے نجات پانے والا بناتے ہیں۔ اور اسی مذکورہ معنی میں سید عبداللطیف مرحوم و مغفور المعروف مشہود نجی الدین صاحب ساکن دیور اپنے رسالہ مسمیٰ (لطائف لطیفی) میں تحریر فرماتے ہیں وہ یہہ ہیں۔

لطیفہ

اے عزیز طالب کو دو طریقہ سے راہ دکھا سکتے ہیں عشق اور عقل
طریق عشق ذکر و شغل میں مشغول رہے اور اس کا نتیجہ توحید علمی ہے۔
اے عزیز مقیدات میں شغل و ذکر کرنا نتیجہ کا لقب کا دیوے
اور مطلقات میں اشغال کرنا نتیجہ اطلاق کا اور اسی واسطے مقیدات
میں خوف ذوالی ہے اور مطلقات میں نہیں۔

لطیفہ

اے عزیزہ حجابہ اور مکاہدہ اور مکاسیہ (جہد کرنا)۔ خود کو
گھسانا۔ اور کسب یعنی محنت کرنا اور دشواریاں فتنیں یہہ مراتب
وجودی کے فعل پر موقوف ہیں نہ مراتب علمی کے لئے کیونکہ مراتب
علمی فعلیت کی تحصیل میں حجابہ و مکاہدہ کام نہیں آتا ہے
بلکہ وہ مرشد کامل کے قال صحیح پر موقوف ہے اور مراتب وجودی کے
معاہلات ہجرت۔ معاہلات مراتب علمی معطل (بیکار) ہیں۔

اگرچہ یافتہ حق نتیجہ ثانی ہے نہ اول اور مراتب علمی معاملات بجز مراتب وجودی معاملات کے کفایت کرتے ہیں کیونکہ اسی سے مقصود حاصل کر سکتے ہیں۔

دوسرا بیان ہے کہ رسولوں کا ارسال اور کتابوں کا نزول کشف مراتب علمی ہے۔ پس یہ مرتبہ خاص ہووے۔ اور مراتب وجودی کے کشف میں اہل سند رحمۃ اللہ علیہ بھی مشابہت اور مشارکت رکھتے ہیں پس یہ عام ہووے۔ والسلام علی من التبع للہدیٰ اور سلامتی ہوا کسی پر جس نے تالبداری کی اور ہدایت پائی۔ قال فی شرح العقائد (کتاب شریعت الاسلام کی)

بداں کہ عابد بے علم و زائد نادان
جان تو بے علم عابد اور نادان زائد
خرخر اس بود بلکہ سخرہ شیطان
کو لھو کا گدھا بلکہ شیطان کا بیگار ہووے
وگرنہ عمر تو یہ کیفیت بیش دانی نسبت
اگرچہ تیری عمر جانے کہ ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے
بحکم فقہ نماز اشغال اے نادان
علم فقہ حاصل کرنے میں شغل رکھ اے نادان
یہ امت اذان کہ گزاری ہزار رکعت نقل
تو ایک ہزار رکعت نقل گزارنے سے یہ بہتر ہے

وقوف مسئلہ ماز علم دینی حان
 کہ ہمارے علم دین کے ایک مسئلہ سے واقفیت رکھنا یاد رکھ
 یہ موج بحر برآر دیکھم خود عابد
 دریا کی ٹوٹ سے عابد صرف اپنی کسلی کو بچائے
 کہ دستگیر عزیز عالم از طوفان
 عالم طوفان سے ڈرتے ہوئے کا ہاتھ پکڑ کر نکالنے والا ہے
 میان عالم دنیا و عالم عقبی
 دنیاوی علم کا عالم اور عاقبت کے علم کا عالم کے درمیان
 جو فقہ سترہ نامہ سرہ بود شتان
 جیسے کہ کھری اور کھوٹی چاندی میں بہت بڑا فرق ہے
 جو است عالم باللہ ز عالم احکام
 عالم احکام سے عالم باللہ بہتر ہے حکمرانی علم کا عالم علم کیا
 بود مشاہدہ را بر خبر لے رحمان
 ہووے مشاہدہ پر خبردار بلکہ اس فرق زیادہ مائل ہے
 مباشرت غرہ ایا عالمی کہ بے عملی
 مت ہو معز و ملاپنے علم میں آئے عالم تو کہ بے عمل ہے
 کہ مسیح کار منہاید بدون جہلہ کمال
 کیونکہ کوئی کام نہ آئے بغیر تیر کے صرف کمال

مثالِ عالمِ گمراہ چو کشتی باشد
 عالمِ گمراہ کی مثال اس کشتی جیسی ہے
 کہ گشتِ غرق و خلقِ ہلاک شد با آن
 جو غرق ہو گئی اور ایک خلقت اس کے ساتھ ہلاک ہو گئی
 آشد الالاس عذاباً بؤد ہر آن عالم
 لوگوں کے لئے سخت عذاب ہے ہر وہ عالم
 کہ حق ندارد از علمِ خودش بدون زبان
 کیونکہ کوئی حق بات نہیں رکھتا ہے اپنے علم سے وہ سوائے نقصان
 چو ہست آئینہ علم را عمل صیقل
 جبکہ علم کے آئینہ کے لئے عمل صیقل
 نماید رُخ جمعیت و صفائی جان
 اطمینان قلبی کی صورت دکھائی دے تجھ کو اور روح کی صفائی
 ز شہرِ شہرِ کئی دفع یا سلام از خود
 شہرِ نفس کی شرارت دفع کرے تو اپنے ہی ہتھیار سے
 یہ ہمیشہ بے حرکت جوارح و ارکان
 اس کے صحرا دینِ اخفاء و جوارح کی حرکت کے بغیر
 چو از حرارتِ صغرا ہست بیماری
 جبکہ صغرائی حرارت سے ہے بیماری
 شکنجیں شہد و کشکارا بنیش در آن
 شکنجیں اور شہد اور آتش جو اس کا علاج جان

ولیک تا نخوری و نوازی استعمال
 اور لیکن جب تک تو اکو نہ کھائے اور استعمال نہ کرے
 بود ز آتش تنہا زوال آں مکان
 فقط اکی گرمی ہی سے اس کا زوال یعنی نقصان ہو سکتا ہے
 ہزار رطل اگر چند بادہ پیمانی
 ہزار رطل با چند پیالے شراب کے تو ناپیا ہی رہے
 ولیک تا گئی نوش کئی شود مسکران
 لیکن جب تک اس کو تو نوش نہ کرے اس کا خمار کسے حاصل ہو
 ہزار مسئلہ علم خوانی و دانی
 ہزار مسئلے علم کے تو پڑھے اور جانے
 بوفق آئینگی مگر غفلت و صیرون دانی
 اگر موافق اس کے عمل نہ کرے تو اپنے کو یہی جانے پڑے پہلے سے ہے
 بہ جواب دید کسے مرجعید را پر سید
 کسی نے حضرت جنید بغدادیؒ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا
 کہ چیست حال تو اے سید خدا بیستان
 کہ آپ کا کیا حال ہے اے خدا کو دیکھنے والوں کے ہزار
 عبادت و طاعت اشارہ کردہ مگر
 ایک ساعت عبادت و طاعت کی طرف اشارہ کئے مگر

بہ خوفِ شب شدہ رکعات چند نفع رساں
 خوفِ الہی سے شب کی چند رکعتیں فائدہ پہنچائیں
 مراد ماکہ ازیں علم۔ عمل غیہ عمل
 ہماری مراد اس علم سے علم بے عمل ہے
 بے علم عین عمل بستہ بہ زبان بیان
 علم عین عمل کی تعریف سے زبان بند رکھنا بہتر
 کیونکہ اس کی تعریف سے زبان قاصر ہے
 کلامِ حضرت شہیر جامع است کمال
 حضرت شہیر کا کلام تمام کا جامع ہے لے کمال
 میان وحدت و ہجر و جہالت و عرفان
 اصل اور جدائی اور جہالت (نا معلوم) اور عرفان کے درمیان

کلمہ کشف ہر وحدت

وحدت مطلقہ کے اقرار کے کشف میں۔

جانتا چلیے کہ صوفیہ علیہ الرحمۃ والتحمیۃ کے فرقہ نے وحدت مطلقہ
 کے معنی یوں فرمائے ہیں۔ ایک ذات حق سبحانہ کی اپنے صفات کے
 ساتھ موجود ہے

اور دوسری ذات اپنے صفات کے ساتھ معدوم۔

اس کو تاہ سمجھ و قاصر کے خیال میں ایسا گزرتا ہے کہ۔ پہلے
 فقرہ کا مفہوم یعنی "ایک ذات حق سبحانہ تعالیٰ یا صفات خود
 موجود ظاہر ہے بغیر شبہ کے تحقیق پائے کہ سوال و اشکال کا اس
 میں ہونے کے مجال محال ہو دے۔ یعنی ذات حق وجود محض ہے جو
 عدم نہیں رکھتی ہے اور صفات حق وہ کمالات جو نقصان نہیں
 رکھتے۔ مثلاً واجب ہونا اور قدیم ہونا اور حیات و علم و ارادہ
 و قدرت سمح و بصر و کلام اور حیات بخشی اور موت دینا اور اس کے
 مانند اس کا حاصل = لا موجودہ الا اللہ ہوا۔

وَقَسَّ بِكَتْ
 وَقَسَّ بِالْخَيْشِ

کنز العرفان حضرت غوثی شاہ قدس اللہ سرہ کے نعتیہ کلام طبعیات غوثی کا ایک ورق
(دو نعتیں) عشقِ بنی ۳

رویا میں، نظر زلفِ محمدیہ پر ہے
کلمہ سی عشقِ نبوی موتی ہے و اعطی؟
تصویر سے کیا کام ہے عشاقِ بنی کو
جو لذتِ الفت ہے مے دل پر ہے پوچھو
دیکھو تو ذرا مر نامر عشقِ بنی میں
ہر سالن میں احمد کی صدا اُٹھتی ہے لے
جاں غوثی نے دی آنِ حق قطعاً عشقِ بنی میں
جنت میں کہیں اب میری تقدیر پر ہے
دیوانہ یہ ہے تو میری لکھی میں پڑے
صورت یہ ہے دل کے کفن میں جڑی ہے
آتشِ مزہ جنتی کہ یہ چوٹ کر دی ہے
سہ کار بھی میں موت بھی دامن کی گھڑی ہے
واللہ یہ نایاب مے دل کی گھڑی ہے
آہی سی آہے بات مگر دھوم مٹی ہے

سیرِ صوبہ ۹

خدا کے پاس کیلئے ایک ہمو ہے
اسی کے جلوے میں دونوں جہاں میں
احد کو پردہٴ احسد میں دیکھا
نہیں ہوں میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں
نکلے یار کو اب ڈھونڈھ کر ہم
محمد پر خدا سو جان سے ہیں

جو کچھ بھی ہے نبی کے روبرو ہے
تجلی یار کی ہی چار سو ہے
خدا کا شکر نکلی آرزو ہے
مے مولا ترا جلوہ ہے تو ہے
وہ ہم میں ہے ہمارے روبرو ہے
یہ میرے یار کے ہیں جو بھو ہے

نہیں غوثی کو ہستی اور انا بھی

یہ نقشہ یار کے ہے تر ہو ہے

”تقدیس شعر“ کا ایک درق مصنفہ حضرت مولانا صفحہ شامی شاہؒ

کیف عشق

میں عاشقِ احمہ ہوں جنوں ہوں نہ سودائی
یہ دولتِ بے پایاں تقدیر سے ہاتھ آئی
دلِ دردِ محبت سے بھر پور ہے یوں جسے
اک موج کے دیتے ہی اک اور ابھر آئی
عالم و تصورِ کالیوں دل میں جمایا ہے
جس سمت نظر ڈالی صورت وہ نظر آئی
وہ ہوں گے جہاں ہوگی اک انجن آرائی
ہم ہوں گے جہاں ہوگی تنہائی میں تنہائی
کیا دل سے کوئی کھیلے جب جان پہن آئی
کیا خوف ہو ذلت کا اور کیا غمِ رسوائی
وہ محفلِ انجم ہو یا چاند ہو یا سورج
رخسارِ محمدؐ سے ہر شے نے ضیا پائی
اک نور کا عالم ہے جس سمت جہدِ دیکھو
تویرِ محمدؐ سے ذروں نے جلا پائی
دل ٹوٹ گیا اپنا جی چھوٹ گیا اپنا
ہم میں غمِ جاناں ہے اور گوشہ تنہائی
جب محمدؐ سے گئی ہے اے صفحہ شامیؒ
کیوں سینہ سوزاں ہے صفحہ شامیؒ

ادائرالنور کی معرکتہ الار تصانیف

عنقریب ہم شائع ہونے والی کتابیں

کنز مکتوم * نورالنور * کلمہ طیبہ { مصنفہ حضرت غوثی شاہ
طبیات غوثی * معیت اللہ

کتاب مبین (تفسیر قرآن پارہ اول و دوم)

المزاجات والناسف (منظوم)

تقدیس شعر * رد منافقت

گیارہ مجالس * اشارات سلوک

سیر عبدیت * خون پارے * تدریس

مصنفہ حضرت مولانا صحو شاہ

میزان المطلقیت (بار دوم)

رسول جہان، اہرار الوجود

مصنفہ مولانا غوثی شاہ

مواعظ غوثی - پہلی مرتبہ زید اشاعت

مجموعہ تقاریر - حضرت غوثی شاہ علیہ الرحمہ

معرفة الرسول - مولانا غوثی شاہ، خلفاء اربعہ -

مختصر سوانح حضرت پیدما ابوبکر صدیق پیدما عمر ابن الخطاب پیدما عثمان پیدما علی دم اللہ رحمہ

مصنفہ مولانا غوثی شاہ

خوشخبری _____ طالباں توحید و دل دکان تصوف کے لئے

فتوحاتِ مکیہ (اردو ترجمہ) اہم اقتباس

مصنفہ حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ اخذ و ترتیب مولانا غوثی شاہ

معارف التنزیل (اردو ترجمہ)

مصنفہ حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ

الوقرانا والناس (تفسیر) مترجمہ مولانا یحییٰ عرفانی

اخذ و ترتیب :- مولانا غوثی شاہ

اسما الالهیہ

اردو ترجمہ: مصنفہ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ

مترجمہ :- مولانا یحییٰ عرفانی

اخذ و ترتیب مولانا غوثی شاہ

رازِ شریعت * معیتِ محمدیؐ

کشف الاعداد * اورادِ محمدیؐ

کشف الایات * حسنِ حسینؑ

انا الحق * اہمیتِ مرکز

آیاتِ ناسخ و منسوخ

مرتبہ :- مولانا غوثی شاہ

ناشر ادبِ النور - بیت النور - چنیل گڑھ حیدرآباد

و کتایب جو دستیاب ہیں (انشاء اللہ تعالیٰ)

مقصود بیعت، مصنفہ حضرت غوثی شاہ

بیعت حسنہ، مصنفہ حضرت صحوی شاہ

سلسلۃ النور (شجرہ)، مصنفہ حضرت صحوی شاہ

* امراۃ الوجود * کتاب سلوک

* تعلیمات صحویہ * دیارین حج کا سید

* تذکرہ نعمانی سولہ مخبری حضرت امام اعظم

{ مصنفہ مولانا غوثی شاہ

* فضائل کاملہ طبعہ

* سرسری تعاریف حضرت شیخ ابراہیم

* دیواری شجرہ (دائرہ الوجود)

{ مرتبہ حضرت غوثی شاہ

* دیواری شجرہ تعلیمات

* تجلیات اربعہ

مرتبہ مولانا شاہ محمد عبدالقدوس

مولانا شاہ خواجہ عظیم الدین روشن

* کلیات روشن (شعری مجموعہ)

۵۰ کتایب جواب جلوہ ویزہ ہو چکی ہیں

کبریٰ، آحمر (اردو ترجمہ)

مصنفہ حضرت بیذاشیخ اکبر

افزودہ ترتیب مولانا غوثی شاہ

* دعائے عرش العرش * تبلیغات غوثی - مصنفہ مولانا غوثی شاہ

مصنفہ حضرت شاہ کمال

کلمات کمالیہ

مترجمہ حضرت صحوی شاہ اخذ و تب مولانا غوثی شاہ

اردو ترجمہ

ناشر دائرۃ النور - بیت النور - چنچل گڑھ حیدرآباد دکن

مسلم المجتہد خیر الانام حضرت محمد مصطفیٰ (ماخوذ از تقدیس شعر)
(آدم مولانا حضرت صفوی شاہ)



بشیراً نذیراً سلامٌ علیکم
اندھیروں کو غفلت کا کلبہ نور بخشا
ازل سے ہی اس در سے دلشگاہ
بصیرت عطا کی گئی ہے تم ہی سے
جسے تم نے چاہا اُسے حق نے چاہا
تمہارے تبسم کا یہ تو یہ حقیقت
گھٹانِ عالم میں نکبت تم ہی سے
نکاحوں کا نور اور ریحوں کی راحت
وہ تم ہی تھے سو سال سے آگے جو
تمہارے ہی نقشِ قدم کی تجلی
ان عارضِ یہ قربان ہوں چاند سوج
تمہاری ہی زلفوں کی چھاد لکھنا
بس اب چوم لال بٹھکے دلیز در کی

سراجاً منیراً سلامٌ علیکم
دُریاِ منسا یا سلامٌ علیکم
غلاموں کے آقا سلامٌ علیکم
تجلی مولا سلامٌ علیکم
اور حمت سرا یا سلامٌ علیکم
نگارِ مدینہ سلامٌ علیکم
پسارِ تمنا سلامٌ علیکم
دلوں کا ڈلا را سلامٌ علیکم
تویدِ مسیحا سلامٌ علیکم
یہ دنیا وہ عقبی سلامٌ علیکم
تم ان کا اجالا سلامٌ علیکم
وہ لبِ برق آسا سلامٌ علیکم
یہی ہے تمنا سلامٌ علیکم

حضورِ ی میں سر سے چلا آئے صفوی

معاونینِ کتاب اگر ہو بلا وا سلامٌ علیکم

• شاہ محمد علی عارف صاحب

• مولانا شاہ امام محمدی الدین قیسوی شاہ

• مولانا عبد المنان احمد بلالی شاہ

خواجہ محمد عبد الرزاق چشتی